امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 64/74 | مورخہ ۲۷؍صفر المظفر ۱۴۴۶ھ مطابق ۲؍ستمبر ۲۰۲۴ء روز سوموار | شمارہ نمبر 33

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، یادوں کے چراغ
■ کتابوں کی دنیا، حکایات اہل دل
■ برائی اور بے حیائی کی آگ
■ آپ ہی اپنی اداؤں پے ذرا غور کریں
■ اسلام کا قانون وقف
■ اسلامی تاریخ کے دو مختلف ادوار......
■ اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب وصحت

تبرکات

اسلام کا قانون وقف

مولانا مفتی محمد ظفیر الدین رحمة الله عليه

انسانوں کی خدمت اوران کی مدد ایک کار خیر ہے، خواہ اپنے متعلقین کی ہو یا غیر کی، اوران کے لئے نفع رسانی کی سعی وکاوش لائق تحسین و تبریک ہے، خدمت اور نفع رسانی جان سے بھی ہوتی ہے اور مال سے بھی، کبھی فوری ہوتی ہے اور کبھی مستقل، اور کبھی دوامی طور پر جو کبھی ختم نہیں ہوتی آدمی اپنی زندگی میں کچھ ایسے کام کر جاتا ہے جو اس کے بعد بھی باقی رہتے ہیں اور عام لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، امداد وتعاون اور حسین سلوک کے مختلف طریقے ہیں جن کے ذریعہ ایک دوسرے انسان کی، ایک خاندان دوسرے خاندان کی، اور ایک سرمایہ دار دوسرے سیکڑوں غریبوں، مسکینوں اور مجبوروں کی امداد کرتا ہے، عقل انسانی اسطرح کی خدمت واعانت کو سراہتی ہے اور مذاہب عالم نے اس کی ترغیب دی ہے، بالخصوص اسلام نے اسطرح کے کاموں کی بڑی فضیلت بیان کی ہے، تاکہ انسانیت زندہ رہے اور انسانی اعمال واخلاق کو پاکیزگی حاصل ہو، اسلام کا قانون افراط وتفریط سے پاک ہے اوراس کے خمیر میں اعتدال ہے، نہ وہ انسانوں کو کاہل و اکتایا ہوا اور محنت وجفاکشی سے گریزاں رکھنا چاہتا ہے اور نہ دوسروں کے سہارے زندگی گزارنے کو ایک لحہ کے لئے پسند کرتا ہے اور نہ واقعی مجبوروں، مفلسوں، یتیموں، بیواؤں اور مستحق امداد لوگوں کو نظر انداز کرتا ہے، چنانچہ آپ دیکھتے ہیں کہ کتاب وسنت میں کمانے، محنت کرنے اور اپنے بازو کی قوت سے زندگی گزارنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے، اور دینے والے ہاتھ کو لینے والے ہاتھ سے بہتر قرار دیا گیا ہے؛ اوراسی کے ساتھ اس نے مستحقین کی امداد کو ضروری قرار دیا ہے۔ حد یہ ہے کہ جو لوگ یتیموں کو فراموش کر جاتے ہیں اور مسکینوں کی دستگیری پر لوگوں کو نہیں ابھارتے ہیں، ان کو دین کا جھٹلانے والا قرار دیا گیا ہے۔ ”کیا تو نے اس کو دیکھا جو یوم انصاف کو جھٹلاتا ہے، سو وہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور محتاجوں کے کھانے کے لئے نہیں اُبھارتا ہے“۔ (ماعون)

اسلام ان لوگوں پر زکوۃ کی ادائیگی کو فرض قرار دیا ہے جو سال بھر کھانے پینے اور ضروریات زندگی کی تکمیل کے بعد ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کے یا ساڑھے سات تولہ سونے کے مالک ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف حقوق کی اسلام میں نشاندہی کی گئی ہے، چنانچہ صدقات نافلہ کی ترغیب وصیت وہبہ کی اجازت، اور ہدیہ و تحفہ کا رواج یہ سب دراصل امداد وتعاون باہمی جیسے پاکیزہ جذبات کی ہی پرورش کی سعی ہے۔ انہی تبرعات، تعاون باہمی اور امداد کی ایک عمدہ شکل وہ ہے جس کو اصطلاح شریعت میں ”وقف“ کے نام سے یاد کرتے ہیں جس میں اصل پونجی محفوظ رہتی ہے اوراس کی آمدنی ونفع ان لوگوں اوران چیزوں کی حفاظت ومدد پر خرچ ہوتی ہے، جن لوگوں یا جن چیزوں پر یہ شے وقف ہوتی ہے، لغت میں وقف روک رکھنے کو کہتے ہیں اور شریعت وقف نام ہے کسی آزاد مکلف انسان کا اپنی جائداد کا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اپنی ملک سے قطعی طور پر نکال دینا اور حکماً اسے رب العالمین کی ملک قرار دے کر دائمی طور پر محفوظ کر دینا اوراس کے منافع اور آمدنی وپیداوار کا ان متعین یا غیر متعین افراد وخاندان یا عام ضرورت مندوں یا رفاہ عام سے متعلق اشیاء اور ادارہ پر صدقہ کر دینا، جس کو وہ پسند کرے خواہ وہ محتاج ہوں یا نہ ہوں۔ درمختار میں ہے کہ ”اللہ تعالیٰ کی ملک کے حکم میں عین شے کا روک رکھنا اوراس کے منافع کا ان لوگوں پر خرچ کرنا جن کو وہ پسند کرے۔ گو وہ غنی ہوں، واقف کی ملک سے نکلنے کے بعد وہ لازم ہو جاتا ہے اوراس کا باطل کرنا درست نہیں ہوتا ہے اور نہ اس میں وراثت جاری ہوتی ہے“ (الدر المختار علی ہامش رد المختار کتاب الوقف ج ۲ ص ۴۹۵) علامہ شامیؒ لکھتے ہیں کہ: ”مراد یہ ہے کہ وہ شے واقف کی ملک میں باقی نہیں رہتی اور نہ وہ اس کے غیر کی ملک میں منتقل ہوتی ہے بلکہ وہ حکماً اللہ کی ملک ہو جاتی ہے اس میں کسی اور کی ملکیت نہیں رہتی، کل کی کل اسی کی مِلک ہے۔“ (ایضاً) منشا یہ ہے کہ اشیاء موقوفہ قائم ودائم رہیں، صرف اس کی پیداوار، منافع اور آمدنی خرچ ہو، ایک طرف اگر اس کا ثواب وقف کرنے والوں کو برابر پہونچتا رہے تو دوسری طرف مساکین وفقراء اور دوسرے ان لوگوں کی امداد ہوتی رہے جن پر وقف کیا گیا ہے۔

اس وقف کی ابتدا کب ہوئی، اسلامی تعلیمات کی چھان بین سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھوں رکھوائی تھی، جو سب سے پہلے انسان تھے، قرآن مقدس نے جہاں دنیا کے پہلے گھر کعبۃ اللہ کا تذکرہ کیا ہے وہاں الفاظ ایسے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عامۃ الناس کے لئے بنایا گیا تھا، ارشاد ربانی ہے کہ: ”ان اول بیت وضع للناس للذی ببکة مباركاً و هدى للعالمين“ (آل عمران) طوفان نوح کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اس کی دوبارہ تعمیر کی تو اس کے بعد بھی اس کی یہی حیثیت باقی رہی اور رب العزت نے اسے مرجع خلائق اور گہوارۂ امن قرار دیا۔ سورہ بقرہ میں ہے کہ ”اور جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے واسطے اجتماع اوراس کی جگہ مقرر کیا اور ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ بناؤ اور ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کو ہم نے حکم دیا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں، رکوع وسجدے کرنے والوں کے لئے پاک کر رکھو“ (سورۂ بقرہ) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق تاریخوں میں آتا ہے کہ آپ نے اپنے دور میں بہت سی اشیاء وقف کی تھیں۔ بقول مورخین جواب تک موجود ہیں، اور عوام وخواص اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ ”حضرت خلیل اللہ نے بہت سے اوقاف وقف کئے جواب تک باقی ہیں“ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر، ج ۲ ص ۵۲۸) بلکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ باضابطہ پہلا وقف حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہی فرمایا تھا۔

یہ تو مسلم ہے کہ روئے زمین پر جتنی مسجدیں بنیں وہ سب وقف ہی کے حکم میں تھیں، اور ہیں، بیت المقدس یعنی مسجد اقصیٰ بھی انہیں میں داخل ہے یہ مسجد حرام کے بعد دنیا کی دوسری مسجد ہے۔ یہ تو عہد نبوی سے بہت پہلے کی بات ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل پہلے زمانہ جاہلیت میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وقف کا نام ونشان مٹ چکا تھا، سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر اسے پھر زندہ کیا اور اپنے عہد رسالت میں اس کی اہمیت جتائی اور صحابہ کرامؓ کو وقف کرنے کی ترغیب دی، چنانچہ بکثرت صحابہ کرام اوران کے بعد تابعین اور بعد والوں نے اس پر عمل کیا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا کا کوئی گوشہ ایسا باقی نہیں رہا، جہاں مسلمان بستے ہوں اور وقف موجود نہ ہو، علامہ طحطاویؒ لکھتے ہیں ”امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اہل جاہلیت نے کوئی وقف نہیں کیا وقف تو بس صرف اہل اسلام نے کیا۔“ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں کہ زمین وجائداد کا وقف اسلام کی خصوصیات میں سے ہے ”امام شافعیؒ نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ وقف اسلام کی خصوصیات میں سے ہے یعنی زمین و جائداد کا وقف زمانہ جاہلیت میں ہمیں نہیں معلوم کہ کسی نے کیا ہو۔“ (فتح الباری ج ۵ ص ۳۰۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی کئی باغ وقف فرمائے تھے، علامہ طحطاویؒ نے کتاب الوقف میں لکھا ہے ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ ثابت ہو چکا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں سات باغات وقف فرمائے“ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر، ج ۲ ص ۵۲۸) علامہ واقدیؒ نے اپنے مغازی میں لکھا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلا وقف مخیریق کی زمین تھیں جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقف کیا تھا، اور بعض لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقف کو اسلام کا پہلا وقف قرار دیا ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ فاروق اعظمؓ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے خیبر میں ایک بہت نفیس جائداد حاصل ہوئی ہے، اس سے بہتر اب تک کوئی زمین مجھے نہیں ملی تھی، آپ فرمائیں کہ میں اسے کیا کروں، میرا ارادہ اس کو صدقہ کر دینے کا ہے، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”اس کو اس شرط کے ساتھ صدقہ کر دو کہ وہ نہ بیچی جائے نہ ہبہ کیا جائے اور نہ اس میں وراثت جاری کی جائے بلکہ صرف اس کی پیداوار خرچ کی جائے اور اصل باقی رہے“ (بخاری ج ۱ ص ۳۸۷) چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس باغ کو یہ کہہ کر وقف فرما دیا کہ اس کی پیداوار فقراء، قرابت دار، مسافر، غلاموں کی آزادی، جہاد اور مہمانوں کی مہمان نوازی پر خرچ کی جائے اور جو اس کا منتظم ہے وہ بھی مناسب طور پر بقدر ضرورت کھا سکتا ہے اور دوسرے غریبوں کو بھی کھلا سکتا ہے۔ (بقیہ ص ۱۱ ر پر)

اچھی باتیں

”جو جتنا تمہارا ہے، تم بھی اس کے اتنے ہی رہو، زیادہ دل کی غلامی میں عزت کی نیلامی ہو جاتی ہے ☆ جب دل میں میل، طبیعت میں ضد، لفظوں میں مقابلہ آجائے تو آپ جیت جاتے ہیں، لیکن رشتے ہار جاتے ہیں ☆ ضد سے حاصل کی جانے والی کوئی بھی خواہش کبھی خوشی نہیں دیتی ☆ خوش حالی کا واحد فارمولہ یہ ہے کہ جو نعمتیں بھی ملی ہیں ان کی قدر کریں ☆ محبت اور دوستی سے ہر طوفان کا مقابلہ ہو سکتا ہے، مگر غلط فہمی دونوں کے ٹکڑے کر سکتی ہے ☆ والدین کو بیماری کم اولاد کی نافرمانی زیادہ تکلیف دیتی ہے ☆ دھوکہ دینے والوں کی ایک خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ بولتے بہت میٹھا ہیں“ (حاصل مطالعہ ومشاہدہ)

بلا تبصرہ

”احتجاج ہی کرنا ہے تو ان سے کیجئے جو فروغ اردو کے نام پر اردو زبان، ادب اور تہذیب کا گلا گھونٹ رہے ہیں، اردو ان کے لیے اپنی تشہیر کا ذریعہ ہے، مگر اپنی تشہیر کے لیے بھی وہ جن لوگوں یا طریقوں کو استعمال کرتے ہیں وہ اردو ادیبوں کی حوصلہ شکنی اور خود ان کی رسوائی کا سبب بنتے ہیں، اردو سے محبت کرنے اور معیاری نگارشات پیش کرنے والے آج بھی بہت ہیں، مگر سرگرم صرف وہ ہیں جن کا کام تخلیق نہیں تخریب ہے، اس سازشی ٹولے کو اردو دوست نہیں کہا جا سکتا، یہ اگر اردو دوست ہیں تو اردو دشمن کون ہے“ (شمیم طارق انقلاب: ۲۴؍اگست ۲۰۲۴ء)

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ــــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

ٹوہ میں نہ رہو

''اے ایمان والو! بہت سی بدگمانیوں سے بچو، کیونکہ بعض بدگمان گناہ ہوتے ہیں اور ٹوہ میں نہ پڑا کرو اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کیا کرو، کیا تم میں سے کسی کو یہ بات اچھی لگے گی کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تم نفرت کرتے ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ توبہ قبول کرنے والے اور بڑے مہربان ہیں'' (سورۃ الحجرات:۱۲)

مطلب: قرآن مجید نے انسانوں کی سماجی زندگی کو مہذب وشائستہ بنانے کے لئے مختلف طرح کی اخلاقی ہدایتیں دی ہیں، تاکہ معاشرہ اور سماج امن وسکون کا گہوارہ بن سکے، چنانچہ اس آیت میں پوری قوت کے ساتھ اس بات سے منع کیا کہ خواہ مخواہ کسی شخص سے بدگمان رہا جائے یا اس کے کسی پوشیدہ عیب کا سراغ لگایا جائے اور اس ٹوہ میں لگا رہا جائے تاکہ اس کی رسوائی ہو، یہ تمام غیر اخلاقی حرکات ہیں اور انسانی عظمت وشرافت کے قطعی خلاف بھی ہے، کسی مسلمان کا جو عیب ظاہر نہ ہو اس کی جستجو اور تلاش کرنا جائز نہیں ہے، حضورؐ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کے عیوب کی جستجو نہ کرو، کیونکہ جو شخص کسی مسلمانوں کے عیوب کو تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عیب کی تلاش کرتا ہے اور جس کے عیب کی تلاش اللہ کرے اس کو اس کے گھر کے اندر رسوا کردیتا ہے، بیان القرآن میں ہے کہ چھپ کر کسی کی باتیں سننا یا اپنے کو سوتا ہوا بنا کر باتیں سننا بھی تجسس میں داخل ہے، البتہ اگر کسی سے مضرت پہونچنے کا احتمال ہو اور اپنی یا دوسرے مسلمان کی حفاظت کی غرض سے مضرت پہونچانے والے کی خفیہ تدبیروں اور ارادوں کا تجسس کرے تو جائز ہے، اسی طرح کسی کی غیبت کرنا یعنی اس کی غیر موجودگی میں اس کے متعلق کوئی ایسی بات کہنا جس کو وہ سنتا تو اس کو تکلیف ہوتی یہ درست نہیں ہے، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے لکھا ہے کہ اس آیت میں کسی مسلمان کی آبروریزی اور توہین وتحقیر کو اس کا گوشت کھانے کے مشابہ قرار دیا ہے کہ اگر اس کے وہ شخص سامنے ہو تو ایسا ہے جیسے کسی زندہ انسان کا گوشت نوچ کر کھایا جائے، انہوں نے مزید لکھا کہ اس آیت میں ظن اور تجسس اور غیبت تین چیزوں کی حرمت کا بیان ہے، مگر غیبت کی حرمت کا زیادہ اہتمام فرمایا کہ اس کو کسی مردہ مسلمان کا گوشت کھانے سے تشبیہ دے کر اس کی حرمت اور دنائت کو واضح فرمایا، حکمت اس کی یہ ہے کہ کسی کے سامنے اس کے عیوب ظاہر کرنا بھی اگرچہ ایذا رسانی کا بنا پر ہے مگر اس کی مدافعت وہ آدمی خود بھی کرسکتا ہے اور مدافعت کے خطرہ سے ہر ایک کی ہمت بھی نہیں ہوتی اور وہ عادۃ دہرا بھی نہیں سکتا، بخلاف غیبت کے کہ وہاں کوئی مدافعت کرنے والا نہیں، ہر کمتر سے کمتر آدمی بڑے سے بڑے کی غیبت کرسکتا ہے اور چونکہ کوئی مدافعت نہیں ہوتی اس لئے اس کا سلسلہ بھی عموماً طویل ہوتا ہے اور اس میں ابتلا بھی زیادہ ہے، اس لئے غیبت کی حرمت زیادہ مؤکد کی گئی اور عام مسلمانوں پر لازم کیا گیا کہ جو سنے وہ اپنے غائب بھائی کی طرف سے بشرط قدرت مدافعت کرے اور مدافعت پر قدرت نہ ہو تو کم ازکم اس کے سننے سے پرہیز کرے (معارف القرآن) گویا اس طرح قرآن مجید نے احترام انسانیت کے لئے جامع ہدایات دی، تاکہ انسان کے اندر غرور وتکبر نہ پیدا ہو اس میں ایسی انانیت نہ پروان چڑھے جو دوسروں کی عزت وناموس کی پامال کا سبب ہے، اسے اقتدار ومنصب نصیب ہو تو وہ اپنے کو مافوق البشر نہ سمجھے اور اگر مال ودولت میسر ہو تو وہ غریب ونادار کو حقارت سے نہ دیکھے، اسے اگر طاقت وقوت مہیا ہو تو وہ کمزوروں کو ظلم وستم کا نشانہ نہ بنائے اور اگر اللہ نے زبان وبیان میں لطافت وحلاوت کی نعمت عطا کی ہو تو اس کا بے جا استعمال نہ کرے، ہر ایک کے احترام کے لئے دل کا گوشہ نرم رکھے، اسی میں دنیا وآخرت کی کامیابی ہے۔

کسی کام کو کل پر نہ ٹالئے

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''تم عمل کے لئے انتظار کرتے ہو، اس خوشحالی اور دولت مندی کا جو آدمی کو سرکش کردیتی ہے، یا انتظار کرتے ہو اس ناداری اور محتاجی کا جو سب کچھ بھلا دیتی ہے، یا انتظار کرتے ہو حالت بگاڑ دینے والی بیماری کا، یا عقل وہواس کھو دینے والے بڑھاپے کا، یا اچانک آنے والی اور فنا کردینے والی موت کا، یا تم منتظر ہو دجال کے اور دجال بدترین غائب ہے، جس کا انتظار ہے، یا منتظر ہو قیامت کے اور قیامت بڑا سخت حادثہ اور بڑا اکڑوا گھونٹ ہے'' (ترمذی شریف)

وضاحت: زندگی کے کچھ لمحات فیصلہ کے لمحات ہوتے ہیں، اگر انسانوں نے ان لمحات کو صحیح طریقہ سے استعمال کیا، تو یقین مانئے کہ اس کی زندگی ترقی اور خوشحالی سے ہمکنار ہوگی اور اگر ان لمحات کو لایعنی کاموں میں صرف کردیا تو پھر اس کو ایسا نقصان ہوگا کہ اس کی تلافی بعد میں ناممکن ہوجائے گی، اس لئے اللہ نے جو وقت اور موقعہ دیا، اس کو وقت پر استعمال کیجئے، کل پر اس کو ہرگز نہ ٹالئے، کل کو کس نے دیکھا ہے، زندگی میں اتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں، ابھی صحت وتندرستی ہے، مال ودولت کی فراوانی ہے، جوانی اور توانائی ہے، لیکن یہ سب ڈھلتے ہوئے سائے کی مانند ہے، کیا معلوم یہ سایہ دراز ہوگا یا سکر جائے گا، اس لئے دنیا میں کامیاب انسان کی یہی علامت بیان کی گئی ہے کہ وہ وقت پر صحیح فیصلہ لے کر ترقی اور خوشحالی کی شاہ راہ پر گامزن رہے، جو لوگ فرصت اور فراغت کو غنیمت نہیں سمجھتے ہیں اور اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور تن آسانی میں اپنا وقت گذار دیتے ہیں، گویا وہ اس کے منتظر رہتے ہیں کہ حدیث میں مذکور بلاؤں اور آفتوں میں سے جب کوئی بلا اور آفت آن پڑے اور پھر وہ جاگیں، مگر وہ وقت نکل چکا ہوگا اور کفِ افسوس کریں گے کہ کاش! جوانی وتوانی کو یاد خدا میں لگایا ہوتا، اب تو جسمانی قویٰ مضمحل ہوچکا ہے، عقل وہواس کو بیٹھا، اس دن کے آنے سے پہلے خود کو ابھی سے تیار کرلیجئے اور دعا ومناجات کے ذریعہ اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل کیجئے، پیشگی بچاؤ کا یہی مثبت طریقہ ہے، ان طریقوں کو استعمال کرکے مستقبل کے اندیشوں سے محفوظ رہا جاسکتا ہے، اسی میں ہوشمندی اور عقلمندی کا راز پوشیدہ ہے، اگر انسان کوشش جاری رکھے تو یقینی طور پر وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہے گا۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

فرقۂ مہدویہ کا حکم

س: فرقۂ مہدویہ کیا ہے، اس کے عقائد ونظریات کیا ہیں اور اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

ج: (۱) فرقۂ مہدویہ کا بانی سید محمد جون پوری ہے جو ۸۴۷ھ میں ہندوستان کے شہر جونپور میں پیدا ہوا، اس کے والد کا نام یوسف یا سید خان اور والدہ کا نام آغا ملک تھا، اس نے نویں صدی ہجری کے آخر میں مہدویت کا دعوی کیا۔

فرقۂ مہدویہ کے عقائد یہ ہیں: سید محمد جون پوری مہدی موعود، انبیاء سے افضل اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہیں؛ حالانکہ اصل مہدی موعود بھی کسی نبی سے افضل یا ان کے ہم پلہ نہیں ہوں گے چہ جائے کہ جھوٹا مدعی مہدویت کو نبی سے افضل قرار دیا جائے اس فرقے کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ دین اسلام نامکمل ہے اور بعثت محمدی کا مقصد پورا نہ ہو سکا، ''نعوذ باللّٰہ من ذلک'' جبکہ اسلام مکمل ہو چکا ہے اس میں کسی بھی حذف واضافہ کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ تصدیق مہدویت سید محمد جونپوری فرض ہے اور انکار ان کی مہدویت کا کفر ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ سید محمد جونپوری اور محمد پورے مسلمان ہیں اور ان کے علاوہ حضرت ابراہیم علیہ السلام وموسیٰ وعیسیٰ ونوح وآدم اور دیگر انبیاء ومرسلین ناقص الاسلام ہیں، یہ ان کے گمراہ کن عقائد ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی موعود کے بارے میں جو پیشین گوئیاں فرمائی ہیں، وہ اس مدعی پر صادق نہیں آتی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں ایک خلیفۃ المسلمین کے ظہور کی پیش گوئی فرمائی ہے، جس کو ''الامام المهدی'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، جن کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے؛ جیسا کہ ان سے پہلے ظلم وجور سے بھری ہوگی، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اگر دنیا کا صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے، تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کردے گا حتی کہ اس میں مجھ سے، یا میرے اہل بیت سے ایک مرد کو اٹھائے گا، جس کا نام میرے نام جیسا، اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام جیسا ہوگا، وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا، جس طرح کہ وہ ظلم وتعدی سے بھری ہوئی ہوگی۔ سفیان ثوری کی روایت میں ہے کہ ''دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ میرے اہل بیت میں ایک مرد عرب کا حاکم نہ ہوگا، اس کا نام میرے نام جیسا ہوگا'' (السنن لأبی داوود: ۲/۵۸۸)۔

اور ''سنن ترمذی'' میں ہے: عن عبد اللّٰہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: لا تذهب الدنيا حتى يملك العرب رجل من أهل بيتي يواطیء اسمه اسمی. (السنن للترمذی: ۲/۴۷)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ عرب کا حکمراں میرے اہل بیت میں سے ایسا شخص ہوگا جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔

مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے جو باتیں واضح ہوتی ہیں وہ یہ ہیں کہ امام مہدی کا ظہور قیامت سے پہلے ضروری ہے، جب تک ایسا خلیفہ ظاہر نہ ہو قیامت نہیں آسکتی۔ اس خلیفہ امام مہدی کا ظہور قرب قیامت ہوگا جبکہ لوگ یہ سمجھیں گے کہ قیامت کے ظہور میں بس ایک آدھ دن باقی رہ گیا ہے، امام مہدی کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا، مہدی موعود مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے، روئے زمین پر ان کی حکومت ہوگی، وہ لوگوں کے درمیان عدل وانصاف کے فیصلے کریں گے، وہ اپنی خلافت کے زمانہ میں اپنے عدل وانصاف سے زمین کو بھر دیں گے جس طرح ان سے پہلے اللہ کی زمین ظلم وبے انصافی سے بھری ہوئی ہوگی۔ امام مہدی کا نام محمد بن عبداللہ بتایا گیا ہے، جبکہ جون پوری کے والد کا نام یوسف تھا، امام مہدی مدینہ منورہ حجاز میں پیدا ہوں گے اور یہ جونپور ہندوستان میں پیدا ہوا۔ حدیث میں ہے کہ امام مہدی کا ظہور قرب قیامت ہوگا جبکہ سید محمد جونپوری کے دعوی مہدویت کے بعد پوری پانچ صدیاں گزر چکی ہیں۔ حدیث میں ہے کہ مہدی آخر الزماں مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے روئے زمین پر ان کی حکومت ہوگی وہ لوگوں کے درمیان عدل وانصاف کے فیصلے کریں گے، اپنے عدل وانصاف سے زمین کو بھر دیں گے جس طرح ان سے پہلے ظلم وبے انصافی سے بھری ہوئی ہوگی۔ اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ سید محمد جون پوری کو کبھی کسی ایک بستی کی بھی حکومت نصیب نہیں ہوئی چہ جائے کہ تمام عرب ممالک یا پوری دنیا کے خلیفہ ہوتے۔

وہ احادیث جو مہدی موعود کے بارے میں وارد ہوئی ہیں وہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ قد تظاهرت الأحاديث البالغة حد التواتر معنىٰ على كون المهدى من أهل البيت عن ولد فاطمة وقد ورد فی بعض الأحاديث كونه من أولاد الحسن وفی بعضها من أولاد الحسين سلام الله تعالیٰ عليهم أجمعين. (لمعات التنقيح: ۸/۶۷۶، ت: الندوی) ظہور مہدی کی پیش گوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور ان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق وقوع پذیر ہونا ضروری ہے، اگر کوئی واقعہ جن کے وقوع کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی ہے وہ دی ہوئی خبر کے مطابق وقوع میں نہ آئے تو نعوذ باللہ معجزہ نبوی باطل ہوجائے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی غلط ٹھہرے گی نعوذ باللہ جو قطعاً محال ہے۔

لہٰذا یہ فرقہ اپنے عقائد باطلہ کی بنا پر گمراہ کن اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (مستفاد: البرهان فی علامات مہدی آخری الزمان: ۶۷، تذکرہ مشائخ شیراز ہند: ۱۵۸، تذکرہ علماء ہند: ۳۲۱، فتاویٰ رحیمیہ: ۳۹/۷، تا ۵۹، معارف القرآن: ۳/۳۶، کفایت المفتی: ۱/۳۲۱، احسن الفتاویٰ: ۱/۱۹۶، ۱۹۷، آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱/۵۷۰ تا ۵۸۴،) إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الاِسْلَامُ (آل عمران: ۱۹) لا نزاع فی تكفير من أنكر من ضروريات الدين. (إكفار الملحدين: ۱۲۱) من أنكر المتواتر فقد كفر. (الفتاویٰ الهندية، أحكام المرتدين: ۲/۲۶۵) (بقیہ صفحہ ۱۴/پر)

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 64/74 شمارہ نمبر 33 مورخہ ۲۷ر صفر المظفر ۱۴۴۶ھ مطابق ۲ر ستمبر ۲۰۲۴ء روز سوموار

توہین رسالت: ناقابل برداشت

محمدؐ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

فرقہ پرستی کے جذبے سے سرشار مہاراشٹر کے ایک ہندو مذہبی شخص رام گیری مہاراج نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا اور اسلام کو بُرا بھلا کہا، مسلمانوں کے لیے محبت رسول اس کے ایمان وعقیدہ کا حصہ ہے، اس لیے وہ ناموس رسالت پر کسی حملہ کو برداشت نہیں کرسکتا، اس نے اس ملک میں ظلم وجبر کی آندھیاں چلتے دیکھی ہیں، جس میں مسلمانوں کی جان ومال، عزت وآبرو سب کچھ داؤ پر لگ گیا، مسجدوں پر قبضہ کیا گیا، بلڈوزر چلائے گئے، مسلمانوں نے اس کو برداشت کرلیا، لیکن فرقہ پرستوں کی طرف سے جو ناموس رسالت پر حملہ کیا جارہا ہے اور کیا جاتا ہے وہ مسلمانوں کے لیے ہر دور میں ناقابل برداشت رہا ہے اور اس مسئلہ پر کئی مسلمانوں نے اپنی جان کی بازی لگادی ہے، شاعر نے کہا ہے۔

جو جان مانگو تو جان دیدوں جو مال مانگو تو مال دے دوں
مگر یہ ہم سے نہ ہوسکے گا نبی کا جاہ وجلال دے دوں

چنانچہ رام گیری کی ہرزہ گوئی کے خلاف مسلمان مختلف شہروں میں سڑکوں پر آئے، اسی سلسلے کی ایک کڑی ۲۲ر اگست ۲۰۲۴ء بروز جمعرات مدھیہ پردیش کے چھتر پور کے پولس اسٹیشن پر سینکڑوں مسلمانوں کا مظاہرہ بھی تھا، مظاہرین رام گیری کے خلاف ایف آئی آر درج کرنے کا مطالبہ کرر ہے تھے، لیکن ایف آئی آر درج کرنے کے بجائے انہیں تھانے سے نکال دیا گیا، پولس اہل کار اور مظاہرین کی طرف سے ڈنڈے اور پتھروں کا تبادلہ ہوا، جس میں کئی پولس والوں کو بھی چوٹیں آئیں، احتجاج کرنے والوں کے ساتھ نازیبا سلوک کیا گیا، قابل اعتراض حالت میں انہیں سڑکوں پر گشت کرایا گیا، بعد میں مظاہرین منتشر ہوکر اپنے اپنے گھر چلے گئے، مدھیہ پردیش میں بی جے پی کی سرکار ہے، وزیر اعلیٰ ڈاکٹر موہن یادو ہیں، انہوں نے حکم دیا اور انجمن اسلامیہ کمیٹی کے سابق صدر اور کانگریس کے ضلعی نائب صدر حاجی شہزاد علی کے پانچ کروڑ روپے سے تعمیر عالی شان عمارت کو بلڈوزر سے منہدم کرادیا گیا، انہدام کی کوئی وجہ بھی نہیں بتائی گئی، ان کے گھر میں رکھی تین کاروں کو بھی کرین کی مدد سے باہر نکال کر کچل ڈالا گیا، سب کچھ تہس نہس کردیا گیا، لیکن حاجی شہزاد علی کے دل میں جو محبت رسول ہے اسے کون کچل سکتا ہے، حاجی شہزاد نے اپنے سوشل اکاؤنٹ پر لکھا کہ ناموس رسالت کی حفاظت کے لیے یہ مکان اور گاڑیاں کیا ہیں، جان بھی دینی پڑی تو میں اس کے لیے بھی تیار ہوں۔ چند دنوں کے بعد وہ آٹو سے کہیں جارہے تھے کہ آٹو والے نے پولیس کے ذریعہ ان کو گرفتار کروادیا، پانچ گھنٹے کی پوچھ تاچھ کے بعد ان کی صحت کی جانچ کرائی گئی اور پولیس نے اپنی تحویل میں لے لیا، اور کتنے مظالم ان پر ہوں گے، اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔ حاجی شہزاد علی انشاء اللہ ابتلاء وآزمائش کے اس دور سے باہر نکلیں گے، اللہ انہیں حوصلہ اور ہمت دے رہا ہے، کیوں کہ وہ ناموس رسالت کی حفاظت کے لیے میدان میں آئے ہیں۔

دراصل مسلمانوں کو ہراساں کرنے، فسادات برپا کرکے مارڈالنے اور جان ومال، عزت وآبرو پر حملے کا بڑے پیمانے پر آغاز گجرات فساد سے ہوا تھا، یہ مسلمانوں کی نسل کشی کی منظم سازش تھی، نریندر مودی اس زمانے میں وہاں کے وزیر اعلیٰ تھے، اس قدم کی وجہ سے ہندو ووٹ ان کی طرف ہوگیے اور گجرات میں برسوں وزیر اعلیٰ رہنے کے بعد ملک کے اب وہ تیسری بار وزیر اعظم ہیں، اس لیے فرقہ پرست طاقتوں نے اس کام کو اپنا نصب العین بنالیا، اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ یوگی اور آسام کے وزیر اعلیٰ ہیمنت بسواسرما اسی کلچر کو فروغ دینے میں لگے ہیں اور مسلمانوں پر نفسیاتی حملوں کے ساتھ ان کے دین وایمان پر تیشہ زنی کا کوئی موقع ضائع نہیں ہونے دینا چاہتے، اب اس صف میں مدھیہ پردیش کے وزیر اعلیٰ ڈاکٹر موہن یادو بھی شامل ہوگیے ہیں، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے ہندو رائے دہندگان متحد ہوکر ہمارے اقتدار کو مضبوط کرنے کا کام کریں گے، لیکن ہندوستان کے رائے دہندگان نے اتر پردیش اور پورے ملک میں بی جے پی کو اکثریت سے محروم کرکے یہ ثابت کردیا ہے کہ ایک بڑی تعداد رائے دہندگان کی وہ ہے جو خاموش رہ کر ہندوستانی جمہوریت کے تحفظ کا فریضہ انجام دیتی ہے اور اس نے اس بار کے پارلیمانی انتخاب میں ایسا کرکے دکھادیا، اس لیے اب نہ تو رام مندر کی تعمیر کام آرہی ہے اور نہ دوسرے اقدام، بوکھلائے ہوئے فرقہ پرست اس بات کی کوشش کرر ہے ہیں کہ ہم کسی طرح مسلمانوں کو سڑکوں پر لے آئیں، مسلمان اس بات کو اچھی سمجھ رہا ہے اس لیے وہ بہت پھونک پھونک کر قدم اٹھا رہا ہے۔

ان حالات میں سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کو اس ظلم کے خلاف خود سے نوٹس لینا چاہئے اور حکومتوں کو بتانا چاہئے کہ کسی بھی جرم کا کیا فیصلہ ہوگا، یہ عدالت کا کام ہے، نہ کہ حکومت کا، اس لیے اس سلسلے کو روکنا چاہئے اور حکومت کو یہ جان لینا چاہئے کہ

کسی دیوار نے سیل جنوں روکا نہیں اب تک
کوئی مجنوں یہ مصرعہ لکھ گیا دیوار زنداں پر

اور یہ کہ

پاگل آندھی توڑ کر رکھ دیتی ہے بند دروازوں کو
"اندر آنا منع ہے" لکھ کر لٹکانے کا حاصل کیا

لٹرل انٹری: باصلاحیت ہندوستانی شہریوں کی تلاش

یونین پبلک سروس کمیشن نے چوبیس وزارتوں میں جوائنٹ سکریٹری، ڈائرکٹر اور ڈپٹی سکریٹری درجہ کی ملازمت کے لیے پینتالیس خالی عہدوں پر لٹرل انٹری کے ذریعہ باصلاحیت ہندوستانی شہریوں کی تلاش کی غرض سے اشتہار نکالا تھا، اس پر حزب مخالف نے اس قدر مخالفت کی کہ سرکار کو اس اشتہار کو واپس لینا پڑا، اس مہینہ میں مودی حکومت کا یہ تیسرا یوٹرن ہے، پہلا وقف ترمیمی بل کو جے پی سی کے حوالہ کرنا، دوسرا براڈ کاسٹنگ بل کو واپس لینا اور تیسرا لٹرل انٹری اشتہار کی واپسی، ایسا اس لیے ممکن ہوا کہ حزب مخالف گذشتہ انتخاب میں طاقتور بن کر ابھرا ہے، "لٹرل انٹری" میں نہ تو مقابلہ جاتی امتحانات ہوتے ہیں، اور نہ ہی رزرویشن کا فائدہ ملتا ہے، اسی لیے راہل گاندھی نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ نریندر مودی یونین پبلک سروس کمیشن کے بجائے راشٹریہ سیوک سنگھ کے ذریعہ بحالی کروانا چاہتے ہیں، سماج وادی پارٹی کے صدر اکھلیش یادو اور مایاوتی نے بھی اس کی مخالفت کی تھی، اکھلیش یادو نے تو "لٹرل انٹری" کے خلاف احتجاج کی بھی دھمکی دے ڈالی تھی، چنانچہ مودی حکومت نے اس بات میں ہی عافیت سمجھی کہ وہ اسے دستور میں درج مساوات، سماجی انصاف اور رزرویشن کے نفاذ نام پر واپس لے لے، سوال یہ بھی ہے کہ لٹرل انٹری کے اشتہار کے قبل بھی تو ان امور پر سوچا جاسکتا تھا، لیکن ایسا نہیں کیا گیا، اب اپنی خجالت مٹانے کے لیے مرکزی وزیر جتندر سنگھ ان امور کا حوالہ دے رہے ہیں اور مودی جی کے سماجی انصاف کے عہد کا اعادہ کرکے اپنی پیٹھ تھپتھپارہے ہیں۔

سرکاری اعلیٰ عہدوں پر "لٹرل انٹری" کا یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے، ۲۰۱۹ء میں مودی حکومت کے ذریعہ پہلے بھی اس قسم کی بھرتیاں کی گئی تھیں، مخالفت اس وقت بھی کی گئی تھی، لیکن حزب مخالف ان دنوں بے اثر تھا، اور اس کی آواز میں نہ تو دم تھا اور نہ ہی وہ سنی جاتی تھی۔

لٹرل انٹری کے ذریعہ بحالی کا آغاز کانگریس کے دور حکومت میں ہوا تھا، البتہ اس وقت اجتماعی طور پر یہ کام نہیں ہوتا تھا، ضرورت کے مطابق کسی ایسے شخص کو بھی بحال کرلیا جاتا تھا جو نہ آئی اے ایس ہوتا اور نہ ہی رزرویشن کے دائرے میں آتا تھا، چنانچہ اس سلسلے کی پہلی بحالی سابق وزیر اعظم من موہن سنگھ کی ہوئی تھی، وہ دہلی اسکول آف اکنامکس میں اکنامکس کے پروفیسر ماہر معاشیات کے اعتبار سے ان کی شہرت تھی، اس لیے بغیر کسی مقابلہ جاتی امتحان کے ان کو ۱۹۷۱ء میں وزارت تجارت وصنعت میں اقتصادی مشیر مقرر کیا گیا، ۱۹۷۲ء میں وزارت خزانہ کا چیف اکنامکس مشیر بنایا گیا، خود من موہن سنگھ نے اپنا چیف اکنامک مشیر رگھورام راجن کو بنایا، وہ یوپی اس سی (UPSC) سے چن کر نہیں آئے تھے، انہوں نے جوائنٹ سکریٹری کی سطح تک ترقی کی اور بعد میں رزرو بینک آف انڈیا کے گورنر ہوئے، اسی طرح نندنیلکانی اور بمل جالان کو بھی علی الترتیب آدھار کارڈ جاری کرنے والے ادارہ یوآئی ڈے اے آئی (UIDAI) کا چیرمین اور بمل کو رزرو بینک کا گورنر بنادیا گیا، یہ چند مثالیں ہیں جو بر سبیل تذکرہ سامنے آگئیں، الگ بات ہے کہ بعد کے دنوں میں یہ تمام لوگ ملک کے لیے مفید بھی ثابت ہوئے۔

اس لیے مسئلہ "لٹرل انٹری" کا نہیں، حکومت کی نیت کا ہے، اگر یہ دروازہ اجتماعی طور پر کھول دیا گیا تو مختلف محکموں میں ماہرین کے نام پر آر ایس ایس کے تھنک ٹینک (نظریہ ساز افراد) سے لوگ بھر دیے جائیں گے، جو پہلے ہی کم نہیں ہیں اور اس کا خمیازہ پورے ملک کو بھگتنا پڑے گا، جو ملک کے لیے سخت نقصان دہ ہوگا، کیوں کہ بغیر مقابلہ جاتی امتحان کے بلا واسطہ بحالی کا سارا معیار اقتدار کے چشم وابرو کا ہوگا، اور یہ چشم وابرو کس طرح ملک کو فرقہ واریت کی طرف لے جائے گا، اسے پوری دنیا جانتی ہے۔

کریمی لیر

یکم اگست ۲۰۲۴ء کو عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ) نے فیصلہ سنایا کہ ریاستوں کو درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل کے اندر "کریمی لیر" کی پہچان کرنی چاہیے اور انہیں رزرویشن کی سہولیات سے الگ کرنا چاہیے، بس پھر کیا تھا، درج فہرست ذات اور قبائل کے قائدین سڑکوں پر آگیے، بیش تر ریاستوں میں احتجاج اور مظاہرے شروع ہوئے، پورے ہندوستان میں بند کا اعلان کیا گیا، بہار میں ڈاک بنگلہ چوراہے پر مظاہرین پر پولس نے لاٹھی چارج کیا، دونوں طرف سے لوگ زخمی ہوئے، بعض افسران کو چوٹیں آئیں، سیاسی گلیاروں میں اس مہینہ سب سے زیادہ یہ لفظ استعمال کیا گیا، یہ لفظ سب سے پہلے "ستیہ ناتھن آیوگ" کے ذریعہ ۱۹۷۱ء میں استعمال کیا گیا تھا، جس میں تجویز رکھی گئی تھی کہ کریمی لیر کو شہری رزرویشن کوٹے سے الگ رکھا جانا چاہیے، اس کی تائید ۱۹۹۳ء میں "جسٹس رام نندن سمیتی" کے ذریعہ بھی کی گئی۔

اس سفارش میں ذرائع سے والدین کی ہونے والی سالانہ آمدنی ایک لاکھ روپے یا اس سے زائد ہو تو اسے کریمی لیر تسلیم کیا گیا تھا، یعنی وہ پس ماندگی سے اوپر اٹھ گیا ہے۔ ۱۹۷۱ء سے ۱۹۹۲ء تک کریمی لیر آمدنی کی اسی مقدار کو کہتے تھے۔ ۲۰۰۴ء میں ترمیم کرکے اس کی تعداد 2.5 لاکھ سالانہ ۲۰۰۸ء میں 4.5 لاکھ روپے، ۲۰۱۳ء میں چھ لاکھ، ۲۰۱۷ء میں آٹھ لاکھ روپے کردیا گیا، ۲۰۱۵ء میں پس ماندہ طبقات سے متعلق آیوگ (NCBC) نے تجویز رکھی تھی کہ جن کے والدین کی سالانہ آمدنی کم از کم پندرہ لاکھ ہے اسے کریمی لیر میں لیا جائے، آیوگ نے او بی سی (OBC) کو پس ماندہ، بہت پسماندہ اور انتہائی پس ماندہ طبقات میں تقسیم کرنے کی سفارش کی تھی اور آبادی کے تناسب سے ان کے درمیان 27% فیصد کوٹہ تقسیم کرنے کی تجویز بھی رکھی تھی، تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ او بی سی میں جو طبقات کریمی لیر سے اوپر اٹھ چکے ہیں، انہیں او بی سی رزرویشن کا فائدہ نہ ملے۔ سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلے نے اس تجویز کو مان لیا، جس پر او بی سی کے لوگوں نے ہنگامہ کھڑا کردیا، جس کا ذکر تفصیل سے اوپر آچکا ہے۔

اس فیصلہ کا حاصل یہ ہے کہ جن طبقات کو رزرویشن حاصل ہے، ان میں جو معاشی اعتبار سے مضبوط ہیں، اور جن کے والدین کی سالانہ آمدنی تمام ذرائع سے آٹھ لاکھ روپے ہے، انہیں اس رزرویشن کا فائدہ نہ ملے اور یہ رزرویشن ان لوگوں کو دیا جائے جن کے والدین کی آمدنی آٹھ لاکھ سے کم ہے، یعنی رزرویشن ذات اور قبائل پر ہونے کے باوجود ان کو رزرویشن کا فائدہ ذات کی بنیاد پر نہیں، معاشی پس ماندگی پر دیا جائے، ظاہر ہے یہ بات او بی سی کے ان لوگوں کو بُری لگی ہے، جو مالدار ہونے کے باوجود رزرویشن کا فائدہ ذات کی بنیاد پر اٹھا رہے ہیں، "کریمی لیر" کا خیال رکھنا انصاف کا تقاضہ ہے، لیکن یہ تقاضے بہتوں کے حلق سے نیچے نہیں اتر رہے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ ✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مولانا نجیب اللہ مظاہری

مولانا نجیب اللہ مظاہری چمپارنی کا دہلی میں ۲؍اگست ۲۰۲۴ء مطابق ۲۶؍محرم الحرام ۱۴۴۶ھ بروز جمعہ انتقال ہوگیا، ان کی عمر بہتر سال تھی، اکتوبر ۲۰۲۳ء میں ان کے دونوں جبڑے اس طرح مل گیے تھے کہ منہ کھولنا اور کھانا پینا دشوار ہو گیا تھا، زندگی لیکویڈ غذا، دلیہ، یخنی، جوس وغیرہ پر گذر رہی تھی، گذشتہ جولائی میں انہوں نے اپنی مادر علمی مظاہر علوم کا سفر کیا، تین دن وہاں قیام رہا، وہاں سے سرہند حضرت مجدد الف ثانی کے مزار پر حاضری دی، وہاں سے دہلی گیے، ایمس میں علاج شروع کروایا، عافیت نہیں ہوئی، اور مالک حقیقی کے پاس چلے گیے، ان کی نماز جنازہ ان کے آبائی گاؤں، جھٹکاہی ضلع مشرقی چمپارن میں ان کے چھوٹے صاحب زادہ مولانا محمد زاہد نے پڑھائی اور مقامی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، پس ماندگان میں اہلیہ، تین لڑکے مولانا محمد زکریا، مولانا محمد راشد، مولانا محمد زاہد اور دو لڑکیاں زاہدہ اور طاہرہ ہیں۔

مولانا نجیب اللہؒ بن شیخ یار محمد بن شیخ حنیف بن شمس عالم عرف شمس علی بن شیخ گلاب کی ولادت پاسپورٹ پر درج تاریخ کے مطابق ۲۰؍ستمبر ۱۹۵۳ء کو ہوئی، ان کی نانی ہال جموا مشرقی چمپارن اور سسرال مرلی ڈھاکہ مشرقی چمپارن تھی، اہلیہ شیخ خلیل احمد کی دختر اختر ہیں، جو ان سے رشتہ ازدواج میں ۱۳۹۳ھ میں منسلک ہوئیں۔

ابتدائی تعلیم آزاد مدرسہ ڈھاکہ، ضلع مغربی چمپارن میں ہوئی، وہاں سے انہوں نے سہارن پور کا رخ کیا، وہاں ابتدائی کے طلبہ کو مدرسہ خلیلیہ میں داخل کیا جاتا تھا، جو مظاہر علوم کی شاخ ہے اور اس زمانہ میں وہاں کے طلبہ کا کھانا بھی مظاہر علوم سے جایا کرتا تھا، چند سال کے بعد مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور میں داخلہ ہو گیا، تو یہاں منتقل ہو گیے اور فراغت ۱۳۹۲ھ میں پائی، دوران قیام حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کی خدمت میں مسلسل حاضر باش رہے، آپ کا شمار حضرت کے معتمد میں ہوا کرتا تھا، انہوں نے زمانہ طالب علمی ہی میں حضرت سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

تدریسی زندگی کا آغاز مدرسہ خزینۃ العلوم پوپری سے کیا یہاں کا ماحول راس نہیں آیا تو حضرت قاری صدیق احمد باندویؒ کی خدمت میں حاضر ہو گیے، حضرت نے ضلع فرخ آباد یوپی کے ایک مدرسہ میں تدریس کی خدمت پر لگا دیا، دو سال بعد یہاں سے استعفیٰ دے کر حضرت شیخ کی خدمت میں چلے گیے، اور وہاں سے اللہ رب العزت نے مدینۃ منورہ پہونچنے کی سبیل پیدا فرما دی، حج و زیارت کی غرض سے حرمین شریفین کا سفر کیا اور ۱۳۹۷ھ حضرت شیخ کی خدمت کی غرض سے مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہو گیے، سفر و حضر میں حضرت شیخ کے ساتھ ہوا کرتے تھے، ان کے خطوط کے جوابات مولانا نجیب اللہؒ کے قلم سے ہوتا اور آخر میں وہ بقلم نجیب اللہ لکھا کرتے تھے۔

حضرت شیخ کے انتقال کے بعد انہوں نے اپنا مستقر بدل لیا، وہ مولانا عبد الحفیظ مکی کی خانقاہ میں مکۃ المکرمہ منتقل ہو گیے اور کم وبیش بیس سال خانقاہی وتدریسی خدمات انجام دیتے رہے، بعد میں وہ اپنے وطن آگیے یہاں وہ ذکر و احسان کی مجلسیں منعقد کرتے، علاقہ کے پروگرام میں بھی شرکت ہوتی اور لوگ ان سے دعا وغیرہ کرایا کرتے۔ حضرت نے چند لوگوں کا خلافت بھی دی تھی۔

مولانا سے میری صرف ایک ملاقات تھی، موقع تھا جامعہ زکریا ڈھاکہ مشرقی چمپارن کے اجلاس دستار بندی کا، پروگرام دن کا تھا، مولانا بھی رونق اسٹیج تھے، میری تقریر کے بعد انہوں نے اٹھ کر مجھے گلے لگایا اور فرمایا کہ میں آپ کو حضرت شیخ کے سلسلہ کی خلافت دیتا ہوں، میں ہکا بکا رہ گیا، عرض کیا، حضرت میں تو ابھی آپ سے منسلک بھی نہیں ہوں، اوراد و وظائف کا بھی بہت اہتمام نہیں ہے، فرمانے لگے کہ سارا کچھ بعد میں ہوگا، میں نے جو بات کہہ دی، کہہ دی، میں خاموش ہو گیا، اس وقت ان کے دوسرے صاحب زادہ حافظ محمد راشد بھی موجود تھے، ان سے فرمایا کہ مفتی صاحب کا موبائل نمبر لے لو، میں چوں کہ پہلے سے ایک پیر طریقت سے منسلک تھا، اس لیے اس طرف توجہ نہیں ہوئی اور جب توجہ نہیں رہی تو رابطہ بھی نہیں ہوا، آج سوچتا ہوں تو اپنی اس بے اعتنائی پر صدمہ محسوس ہوتا ہے، صالحین کی صحبت کا اپنا فیض ہوتا ہے، میں ان کے اس فیض سے محروم رہا۔

مولانا مرحوم کو اس ملاقات میں میں نے شاغل و ذاکر و کم گو پایا، مخلوق خدا سے محبت کا مزاج تھا، میں اس خاندان کو زیادہ تو نہیں جانتا، لیکن ان کے بڑے بھائی قاری اطیع اللہ مظاہری بانی و مہتمم مدرسہ معراج العلوم کٹھملیا، مشرقی چمپارن اور ان کے چھوٹے بھائی مفتی حبیب اللہ قاسمی بانی و مہتمم دار العلوم مہذب پور اعظم گڈھ سے روابط اور تعلقات ہیں، مفتی حبیب اللہ صاحب سے اسلامک فقہ اکیڈمی کے سمیناروں میں ملاقات ہوجاتی ہے، قاری اطیع اللہ صاحب مدظلہ ایک بار میرے گھر میری عیادت کے لیے تشریف لا چکے ہیں، ساتھ میں حضرت مولانا عبد المنان صاحب مدظلہ خلیفہ حضرت ہردوئی بھی تشریف لائے تھے، اس طرح دیکھا جائے تو مولانا نجیب اللہؒ کے سب بھائی پیر ہی ہیں، کوئی حضرت مولانا عبد الحلیم جونپوریؒ کا فیض پہونچا رہا ہے اور کوئی حضرت شیخ الحدیث کے سلسلے کو آگے بڑھا رہا ہے، دین سے بیزاری کے اس دور میں رجال کار کی تیاری اور اصلاح نفس کا کام بڑا کام ہے، جہاں کہیں ہو رہا ہے اور جس کی طرف سے بھی ہو رہا ہے لائق ستائش ہے۔

مولانا کی اپنی زندگی زہد و ورع سے عبارت تھی، غلطیاں، کوتاہیاں، خامیاں انسانی سرشت ہے، اللہ رب العزت کی طرف سے صرف انبیاء معصوم اور صحابہ کرام کو محفوظ رکھا گیا ہے، اس لیے مولانا کے لیے مغفرت اور ترقی درجات کی دعا پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

کتابوں کی دنیا ✍: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

حرفِ نوا

مولانا محمد طارق نعمانی (ولادت ۱۲؍جون ۱۹۵۸ء) بن مولوی عبد الوحید ثاقب نعمانی اپنے اصلی نام سے کم اور قلمی نام طارق بن ثاقب سے زیادہ مشہور ہیں، جوگندر ضلع ارریہ کے باشی ہیں، زمانہ تک وطن ثانی دیوبند کو بنائے رکھا، دیوبند ان کے قلب و جگر، دل و دماغ میں بستا ہے، یعنی وہ دیوبند میں بستے رہے اور دیوبند ان میں بسا رہا، ''حرف نوا'' میں دیوبند کے حوالے سے سات رباعیاں ہیں جو ان کے احساسات و خیالات کی بہترین مظہر ہیں۔ کہتے ہیں۔

جو لوگ رہا کرتے ہیں دلی کے قریب — توقیر میں رکھتے ہیں وہ شان عجیب
ایک شہر ہے ایسا ہی دیوبند میاں — تہذیب جہاں کی ہے فراست کی نقیب

دیوبند کے احسانات کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

میں کھردرا پتھر تھا تراشا تو نے — ایک گوہر زرتاب بنایا تو نے
چھتیس برس گود میں رکھ کر دیوبند — میری ہر ایک جودت کو بڑھایا تو نے

لیکن اب وہ معہد ترتیل القرآن، ملت نگر ارریہ کے مؤسس و مہتمم ہونے کی وجہ سے ارریہ میں ہی سکونت پذیر ہیں، اچھے حافظ بہترین قاری اور دار العلوم وقف دیوبند سے فاضل ہیں۔ بہترین خطاط اور طغریٰ ساز ہیں، ان کی خطاطی کے بہترین نمونے مسجد عائشہ جامعہ مظہر سعادت ہانسوٹ گجرات، مسجد پنچایت مچھوا بازار کولکاتہ، مدرسہ سراج العلوم حشمت پیٹھ سکندر آباد تلنگانہ کے محراب و منبر اور در و دیوار پر دیکھنے کو ملتے ہیں، انہوں نے مشہور خطاط خلیق ٹونکی وغیرہ کے فن کو تسلسل بخشا ہے اور کہنا چاہیے کہ ہمارے دور کے وہی خلیق ٹونکی ہیں۔

طارق بن ثاقب اس اعتبار سے دوسرے خطاط سے ممتاز ہیں کہ وہ شعر و ادب کی مشاطگی کا کام بھی پورے سلیقے سے کرتے ہیں، ان کی غزلیں، قطعات، رباعیات، حمد و نعت نے اہل علم و ادب کے درمیان قبولیت حاصل کی ہے، ان کی شاعری میں خیالات کی پاکیزگی بھی ہے، اور فن کا بانکپن بھی، کسے آواز دوں (قطعات کا مجموعہ) وادیٔ نور (حمد و نعت کا مجموعہ) کربِ مسلسل (قطعات و رباعیات) پرتو آگہی (مجموعہ غزلیات) مسافران جلیل (شخصیاتی شاعری) میں ان کی مفکرانہ شاعری اور فنی شعور کو دیکھا اور پرکھا جا سکتا ہے، ان میں بعضے مطبوعہ ہیں اور بعض غیر مطبوعہ، طارق بن ثاقب نثر بھی پیاری لکھتے ہیں ''احساس افسردہ'' ان کا ایک طبع زاد انشائیہ ہے جو ۱۹۸۴ء میں طبع ہو کر مقبول ہوا تھا۔

واقعہ یہ ہے کہ طارق بن ثاقب کو شعر و ادب کی دنیا میں وہ مقام اب تک نہیں مل سکا، جس کے وہ حقیقتاً مستحق ہیں، اس کی بنیادی وجہ ادب میں گروہ بندی ہے، جدیدیت، مابعد جدیدیت، ساختیات، پس ساختیات، تشکیلیات وغیرہ پر توجہ مرکوز رکھنے والے ادب کے جاگیرداروں اور نقادوں کو اتنی فرصت کہاں ہے کہ وہ طارق بن ثاقب کی سدا بہار شاعری کو پرکھ کر ہندوستان نہیں تو کم از کم بہار کے شعراء میں ان کے مقام کی تعیین کر سکیں۔

طارق بن ثاقب کی مجموعہ رباعیات ''حرف نوا'' میرے پیش نظر ہے، حرف نوا کا آغاز حمدیہ و نعتیہ رباعیات سے ہوتا ہے، حرف نوا کی رباعیات سے ہمیں حوصلگی کا درس اور رجائیت کا سبق ملتا ہے، حالات کے تیز و تند دھارے اور ناگفتہ بہ حالات و واقعات کو طارق نے اس سلیقے سے رباعی میں پرویا ہے کہ وہ ادبی شہ پارہ بن گیا ہے، طارق نوحہ پر یقین نہیں رکھتے وہ عزم و حوصلہ کے ساتھ مد و جزر کو عبور کرنا چاہتے ہیں۔

''حرف نوا'' کی رباعیاں موضوع کے اعتبار سے حمد، نعت، دعا، قرآن، ظہور اسلام، انسان، رباعیات، جذبات، طنزیات، متفرقات، فکاہیات اور خطاطی پر مشتمل ہیں۔ ڈاکٹر تابش مہدی، علامہ ناوک حمزہ پوری اور دیوبند وغیرہ کی تعریف و توصیف پر بھی بہت سی رباعیاں ہیں، چند رباعیاں جلسوں کی نظامت کرنے والے اناؤنسر صاحب کے لئے بھی ہیں مطلب یہ کہ ہر ایک کی ضرورت اور ذوق کا خیال رکھا گیا ہے، رباعی کے ہی کسی لفظ کو رباعی کا عنوان بنایا گیا ہے، جس سے فکری تنوع کا پتہ چلتا ہے، رباعی کو کسی عنوان کے ذیل میں رکھنے کی روایت ماضی میں نہیں ملتی، ادب و شاعری میں تجربات ہوتے ہی رہتے ہیں، وہ قرآن و احادیث کی طرح منصوص نہیں ہیں کہ ان میں کمی بیشی اور تجربات کی گنجائش نہ ہو، طارق بن ثاقب نے رباعیات پر عنوان لگانے کا سلسلہ شروع کیا ہے وہ ہوسکتا ہے چل پڑے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اساطین ادب اسے متروک قرار دیں، کسی بھی تجربہ کے قبول اور عدم قبول کے لئے ہمیں وقت کا انتظار کرنا چاہیے۔

حرف نوا میں چھ سو سے زیادہ رباعیات ہیں، جن میں سات رباعی فارسی زبان میں ہے؛ جس سے اردو فارسی دونوں زبان پر طارق بن ثاقب کی یکساں گرفت کا پتہ چلتا ہے، رباعیات کے اس مجموعہ میں جذبات پر سب سے زیادہ رباعیاں شامل ہیں جن کی اپنی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ طارق بن ثاقب کی رباعیات عصری حسیت سے بھرپور ہیں، یہ ہمیں اور سماج کو آئینہ دکھانے کا کام کرتی ہیں، ان میں قنوطیت کا گذر نہیں ہے، بھرپور رجائیت اور عزم و عمل کا درس ان رباعیات سے ہمیں ملتا ہے، طارق کہتے ہیں

ظالم سے ہی انصاف دلائے گا خدا — مظلوم کی آہوں کو دکھائے گا خدا
سمجھو کہ ذرا دیر ہے اندھیر نہیں — ہر ظلم کو دنیا سے مٹائے گا خدا

طارق کی سوچ یہ ہے کہ جو لوگ آج ظلم پر آمادہ ہیں ان سے اللہ رب العزت انصاف دلائے گا، مظلوم کی آہیں رنگ لائیں گی اور ان کے اثرات کھلی آنکھوں لوگ دیکھ سکیں گے، طارق نے اس رباعی کے تیسرے مصرع میں اس کو بہت سلیقہ سے باندھا ہے کہ اللہ کے گھر دیر ہے اندھیر نہیں اور آخر میں اس یقین کا اعلان کرتے ہیں کہ خدا ہر ظلم کو دنیا سے مٹا دے گا۔

اسی مضمون کو دوسری رباعی میں کچھ یوں باندھا ہے ؎

کتنے ہی یہاں سانپ کے پالے آئے — ہر ظلم کی تدبیر نکالے آئے
سورج ہوا ان کے مظالم کا غروب — جو لوگ یہاں دل کے بہت کالے آئے

طارق بن ثاقب مکافات عمل پر یقین رکھتے ہیں، ان کا خیال ہے کہ ظالم چاہے جتنا بڑا ہو اس کو سزا سے گذرنا ہی پڑتا ہے، اور جب تک وہ سزا سے نہیں گذرتا، احساس سزا میں مبتلا رہتا ہے، اور یہ خود اس کے لیے بڑے درد و کرب کی بات ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں وہ اپنی اوقات میں آجاتا ہے۔

طارق کی یہ رباعی دیکھیے ؎

یہ وقت جب مجرم کو سزا دیتا ہے — احساس سزا پہلے بڑھا دیتا ہے
آئینہ جرائم کا دکھا کر طارق — اوقات پھر اس کی بتا دیتا ہے

ان مظالم کو روکنے کی شکل اتحاد و اتفاق ہے، طارق کا خیال ہے کہ جذبات میں بپھرنے کا حاصل سوائے بربادی اور جاں سے گذرنے کے کچھ نہیں ہے، کہتے ہیں۔

بیکار ہی ہم جاں سے گذر جائیں گے — جذبات میں آ کر جو بپھر جائیں گے
ہم ایک نہیں ہوں گے جواب بھی یارو — طوفان مقابل ہے بکھر جائیں گے

ہندوستان میں جس طرح ان دنوں نفرت کی کاشت کی جاری ہے اور محبت کا سرمایہ لٹا جا رہا ہے، بہار بھی موسم خزاں جیسا لگتا ہے ہوائیں نفرتوں سے مسموم ہو گئی ہیں، لوگ ہاتھوں میں خنجر لیے پھرتے ہیں یہ دراصل انسان نما شیطان کے لشکر ہیں، جو انسانی خون کے پیاسے بن گئے ہیں اور ان کا تیور بگڑتا چلا جا رہا ہے ان رباعیات میں طارق نے بہترین منظر کشی اور سراپا تیار کیا ہے، انہیں بھی دیکھتے چلیں۔ (بقیہ صفحہ: ۱۲؍پر)

Scanned with CamScanner

حکایات اهل دل

✍: مولانا رضوان احمد ندوی

یہ درویش صفت حکمراں: خلفائے راشدین کے دورحکومت کواگرچہ چودہ سوسال گذر چکے ہیں اوراس طویل مدت میں دنیا کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے، لیکن اس کے باوجود بھی خلفائے راشدین نے جیسا عادلانہ اور دردمندانہ نظام حکومت دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اُس کی مثال آج بھی مفقود ہے، فرانسیسی مورخ موسیوسیدیو نے خلفائے راشدین کے دورحکومت پرتبصرہ کرتے ہوئے بالکل درست کہا ہے: ’’خلفائے راشدین کا دستورحکومت اس قدرمکمل ہے کہ زمانۂ حاضرہ کے مدبرین بھی اُس کی خوبیوں کودیکھ کرحیران رہ جاتے ہیں اورغالباً اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اس کی بنیاد مادیت پرنہیں، بلکہ روحانیت پررکھی ہوئی ہے، پھرخلفائے راشدین کا ذاتی کرداراس قدر پاکیزہ اور بلند ہے کہ ان نیک حکمرانوں پرفرشتوں کا گمان ہوتا ہے‘‘۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ خلفائے راشدین کا عہدِحکومت مخلوق کے لئے ایک رحمت تھا اوراس کا باعث یہ ہے کہ خلفائے راشدین نے بادشاہ یاحکمراں بن کرحکومت نہیں کی ہے، بلکہ انہوں نے ہمیشہ حکومت کواللہ کی امانت سمجھا، وہ ایک دیانت دارامین کی طرح اپنے فرائض انجام دیتے رہے ہیں، اُن کی حکومت سب ہی کے لئے رحمت تھی، تاریخ بتاتی ہے کہ خلفائے راشدین نے مسلمانوں سے زیادہ ذمیوں یعنی غیرمسلموں کی دلداری کی ہے، اللہ کی مخلوق سے اُن کی ہمدردی کا یہ عالم تھا کہ اگراُن کے دورحکومت میں کسی جانور پرزیادتی ہوتی تھی تو وہ خوف خدا سے کانپ جاتے تھے اورڈرتے تھے کہ کہیں روزِقیامت اُن سے بےزبان جانوروں کے بارے میں بازپُرس نہ کی جائے۔

حکومت اورسلطنت ایک ایسی چیز ہے جس میں کہ ہمیشہ ہی غیرمعمولی کشش رہی ہے، ساری دنیا ہمیشہ اس کے پیچھے دوڑتی رہی ہے اوراس کے لئے دیوانی بنی رہی ہے، لیکن خلفائے راشدین وہ بزرگ ہستیاں ہیں جوحکومت سے دور بھاگتے تھے، لیکن اُن کے قدموں پرخودحکومت آن پڑی تھی، چنانچہ حضرت ابوبکرصدیقؓ جب خلیفہ بنائے گئے تو وہ اِس عہدے سے خوش نہیں تھے، چنانچہ آپ نے اپنی پہلی تقریر میں فرمایا تھا: ’’لوگو! میری خواہش یہ تھی کہ حکومت کے اِس بوجھ کوکوئی دوسرا اُٹھالے، لیکن عوام نے یہ بارمیرے کاندھوں پر رکھ دیا ہے، اب اگرتم مجھ سے اپنے پیغمبر کی صحیح معنوں میں تقلید چاہوگےتو یہ میرے لئے بےحد دشوار ہے، کیونکہ وہ شیطان سے مامون اورمحفوظ تھے اوراُن پرآسمانی وحی بھی نازل ہوتی تھی، مگر پھربھی میں حتی المقدوراپنی ذمہ داریوں کونبھاؤں گا‘‘۔

یہ امرواقعہ ہے کہ حضرت ابوبکرصدیقؓ نے حالات سے مجبورہوکر حکومت کی ذمہ داریاں سنبھالی تھیں، لیکن خلیفہ ہونے کے بعد جب تک زندہ رہے کسی نے اُن کے لبوں پرمسکراہٹ نہیں دیکھی، آپ ہروقت مخلوق خدا کے لئے فکرمند رہتے تھے، اگرکسی علاقہ میں قحط پڑجاتا تھا تو خودبھی قحط کے ماروں کے غم میں کھانا پینا چھوڑ دیتے تھے، اگر کسی کومحتاج پاتے تھےتو اُس کی حالت دیکھ کرلرز جاتے تھے اورڈرتے تھے کہ کہیں اُس کی مفلوک الحال کی بازپُرس قیامت کے روزان سے نہ ہو، عمال کو ہدایت تھی کہ وہ محاصل کی وصولیابی میں نرمی سے کام لیں اور بیت المال میں محصول کا ایسا ایک حبہ بھی داخل نہ کیا جائے جوجبریازیادتی سے وصول کیا گیا ہو، بیت المال میں خراج اورمحاصل کی جو رقوم آتی تھیں اُن کی بڑی سختی سے نگرانی کرتے تھے، اپنے لئے صرف اتنا لیتے تھے جس سے کہ زندہ رہ سکیں، نہایت سادہ غذا کھاتے تھے اور پیوند لگے ہوئے کپڑوں میں گذارہ کرلیتے تھے، ذراغورفرمایئے کہ جس مملکت کا سربراہ اِس درجہ مخلوق کا دردرکھتا ہووہ انتہادرجہ کا ایثار پیشہ ہواس کی حکومت کیوں نہ مخلوق کے لئے رحمت ثابت ہوگی۔

حضرت ابوبکرصدیقؓ ہروقت رعایا کی خبرگیری میں مصروف رہتے تھے، مملکت کے مختلف علاقوں سے جوقاصدآتے تھے اُن سے رعایااورعمال کے حالات معلوم کرتے تھے، اگرکسی حامل کی جانب سے کوتاہی ہوتی تھی تو اسے سخت سزادیتے تھے، آخرعمر میں پوری مملکت کے دورے کا ارادہ کرلیا تھا اورفرمایا کرتے تھے میں خودایک سال تک پوری مملکت کا دورہ کروں گا، رعایا مجھ تک پہنچ نہیں سکتی اورعمال ان کی ضروریات اورمشکلات کومجھ تک نہیں پہنچاتے ہیں، میں اُن کے دروازوں پرجاؤں گا اوراُن کا دکھ معلوم کروں گا، لیکن آپ کی عمرنے وفا نہ کی، مملکت کے تھوڑے ہی حصہ کا دورہ کرسکے تھے کہ شدید علیل ہوگئے اوررحلت فرماگئے، جس وقت وفات فرمائی ہےتوبدن پرپھٹے ہوئے کپڑے تھے، وفات سے قبل تجہیزوتکفین کے سلسلہ میں وصیت فرمائی کہ اس وقت جوکپڑا بدن پرہے اسی کودھوکردوسرے دوکپڑوں کے ساتھ کفنا دینا، اس شہنشاہ نے مرنے کے بعد جواثاثہ چھوڑا تھا وہ ایک لونڈی اوردواونٹ تھے، اللہ! اللہ! ان بزرگوں کے ایثار کا کیاعالم تھا، دنیا کے حکمرانوں کوچاہئے کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کے اس ایثار سے سبق لیں۔

خلیفہ دوم حضرت عمرفاروقؓ نے عوام کواس بلا کی آزادی دے دی تھی کہ بھرے مجمع میں ایک بوڑھی عورت اورایک معمولی بدوبھی آپ پراعتراض کردیتا تھا اورآپ ہرقسم کی بازپُرس اوراعتراضات کا بڑے تحمل سے جواب دیتے تھے اورفرمایا کرتے تھے کہ اگر یہ لوگ مجھ پراعتراض نہیں کریں گےتو مجھے اندیشہ ہے کہ میں کہیں گمراہ نہ ہوجاؤں۔

عمال کے تقررمیں حضرت عمرفاروقؓ بڑی احتیاط سے کام لیتے تھے، صرف اُن ہی لوگوں کوحاکم مقررکرتے تھے، جن کی دیانت داری اورغیرجانب داری مسلم ہواورجن کے چلن میں کسی قسم کا جھول جھال نہ ہوآپ فرمایا کرتے تھے: ’’میں ڈرتا ہوں کہ اگرحاکم کے تقررمیں مجھ سے غلطی ہوگئی اوراُس حاکم نے مخلوق خدا پرزیادتی کی تو روزِ قیامت جہاں اُس حاکم سے بازپُرس ہوگی وہیں میں بھی پکڑا جاؤں گا، کیونکہ میں ہی اُس کے تقرر کا ذمہ دار ہوں‘‘ آپ عوام کی شکایت پربڑے سے بڑے حاکم سے جواب طلب کرلیتے تھے اوراگرعامل کوخطاوار پاتے تھےتو سخت سے سخت سزادینے سے بھی گریزنہیں فرماتے تھے۔

حضرت عمرفاروقؓ ایک مرتبہ بازار کی نگرانی کررہے تھےتو ایک صحابی نے عرض کیا یہ کام آپ کا نہیں ہے کسی دوسرے کے سپردکردیجئے آپ نے فرمایا: ’’قیامت کے دن بازپُرس مجھ سے ہوگی نہ کہ دوسروں سے اگرسرمایہ پرستوں نے قیمتیں بڑھاکرمخلوق کولوٹنا شروع کردیا اور اِس لوٹ کھسوٹ کے بارے میں قیامت کے دن مجھ سے بازپُرس ہوئی تو میں تباہ ہوجاؤں گا‘‘ اِن حقائق سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ خلفائے راشدین کے دلوں میں کس قدرخدا کا خوف تھا۔

ایک مرتبہ مدینہ میں وبا پھیلی تو خلیفہ چہارم حضرت علیؓ خودوبا میں مبتلا لوگوں کوجاکردیکھتے تھے، اُن کے علاج اورخوراک کا بندوبست فرماتے تھے، لوگوں نے کہا آپ کواحتیاط سے کام لینا چاہئے، آپ نے فرمایا: ’’اگراس نازک وقت میں بھی میں اللہ کی مخلوق کے کام نہ آسکا تو میری خلافت بیکار ہے‘‘۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کواس بات کی بڑی فکررہتی تھی کہ پوری مملکت اسلامیہ میں کوئی ایک شخص بھی بھوکا اورننگا نہ رہنے پائے اوراس مقصد کے لئے آپ نے غریبوں کے لئے بڑے بڑے وظائف جاری کررکھے تھے حالانکہ خودآپ کے گھر کی حالت یہ تھی کہ نہ آپ کے تن پرثابت کپڑے تھے اورنہ آپ کی اہلیہ فاطمۃ الزہرا کی تن پوشی کے لئے مناسب لباس تھا اس کے علاوہ آپ کے گھر میں کئی کئی وقت کے فاقے تک ہوجاتے تھے، مگرکیا مجال کہ مخلوق خدا کوکوئی تکلیف پہنچ جائے، یہ تھا خلفائے راشدین کا بےمثال کردار۔

خدمت کا انوکھا واقعہ: حضرت مولانا مظفرحسین کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا شمارا کابردیوبند میں ہوتا ہے، وہ حضرت شاہ محمداسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے بلاواسطہ شاگرد تھے اورحضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی کے ہم سبق تھے، وہ ایک مرتبہ کہیں تشریف لے جارہے تھے، راستہ میں ایک بوڑھا آدمی ملا جوبوجھ لئے جارہا تھا اور بمشکل قدم اٹھارہا تھا، حضرت مولانا مظفرحسین نے جب یہ حال دیکھا تو اس سے وہ بوجھ لےلیا اور جہاں وہ لے جانا چاہتا تھا وہ پہنچادیا، اس بوڑھے نے ان سے پوچھا: اجی! تم کہاں رہتے ہو؟ انہوں نے کہا بھائی! میں کاندھلہ رہتا ہوں، اس نے کہا وہ مولوی مظفرحسین بڑے ولی ہیں‘‘ اوران کی بڑی تعریفیں کیں، مگرمولانا نے فرمایا اورتو اس میں کوئی بات نہیں ہے، ہاں نماز پڑھتے ہیں‘‘۔ اس نے کہا کہ واہ میاں تم ایسے بزرگ ایسا کہو ہو؟ مولانا نے فرمایا میں ٹھیک کہتا ہوں، وہ بوڑھا، ان کے سرہوگیا اتنے میں ایک اورشخص آیا جومولانا سے واقف تھا، اس نے بوڑھے سے کہا: ’’بھلے مانس مولوی حسین تو یہی ہیں، اس پروہ بوڑھا مولانا سے لپٹ کررونے لگا۔

پڑوسیوں کا پاس ولحاظ: مولانا اصغرحسین کا زنانہ مکان اورنشست گاہ کچی مٹی کی بنی ہوئی تھی ہر برسات کے موقع پراس کی لپائی تپائی ضروری تھی، جس میں کافی پیسہ اوروقت خرچ ہوتا تھا، ایک مرتبہ حضرت مولانا مفتی محمدشفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا صاحب سے کہا کہ حضرت جتنا روپیہ سالانہ لپائی تپائی پر خرچ کرتے ہیں، اگرایک مرتبہ پختہ اینٹوں سے بنانے میں خرچ کرلیں تو دوتین سالوں میں یہ خرچ برابرہوجائے اور ہمیشہ کے لئے اس محنت سے نجات ہو‘‘ یہ سن کر پہلےتو فرمایا: ماشاءاللہ بات تو بہت عقلمندی کی کہی ہم بوڑھے ہوگئے اور ادھر دھیان ہی نہ دیا پھرکچھ توقف کے بعد جوحقیقت حال تھی، وہ بتائی، فرمایا کہ میرے پڑوس کے سب غریبوں کے کچے مکان ہیں، اگرمیں اپنا مکان پکا بنوالوں تو غریب پڑوسیوں کوحسرت ہوگی اوراتنی وسعت نہیں ہے کہ سب کا مکان پکا بنواؤں‘‘ اس وقت معلوم ہوا کہ یہ حضرات جوکچھ سوچتے ہیں، وہاں تک ہرایک کی رسائی نہیں ہوسکتی، چنانچہ انہوں نے اس وقت تک اپنا مکان پختہ نہیں کیا، جب تک پڑوسیوں کے مکان پختہ نہیں بن گئے۔

حضرت تھانویؒ اور جگر مرادآبادی: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ اللہ تعالیٰ نے اس صدی میں اصلاح خلق کی توفیق خاص اوراس کا انتہائی حکیمانہ اسلوب مرحمت فرمایا تھا، اردو کے مشہورشاعر جگرمرادآبادی مرحوم کا واقعہ ہے کہ ایک مجلس میں حضرت خواجہ عزیزالحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت تھانوی سے ذکرکیا کہ جگرمرادآبادی سے ایک مرتبہ میری ملاقات ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ تھانہ بھون جانے اورزیارت کرنے کوبہت جی چاہتا ہے، مگرمیں اس مصیبت میں مبتلا ہوں کہ شراب نہیں چھوڑسکتا، اس لئے مجبورہوں کہ کیا منہ لیکر وہاں جاؤں؟ حضرت نے خواجہ صاحب سے مخاطب ہوکر پوچھا: پھرآپ نے کیا جواب دیا؟ خواجہ صاحب نے عرض کیا میں نے کہدیا ’’ہاں، یہ توصحیح ہے، ایسی حالات میں بزرگوں کے پاس جانا کیسے مناسب ہوسکتا ہے؟ حضرت نے فرمایا: واہ خواجہ صاحب ہم توسمجھتے تھے کہ اب آپ طریقت کوسمجھ گئے ہیں، مگرمعلوم ہوا کہ ہمارا خیال غلط تھا‘‘۔ خواجہ صاب کے تعجب پرحکیم الامت قدس سرہ نے فرمایا کہ آپ کہدیتے کہ جس حال میں بھی ہواسی حال میں چلے جاؤ، ممکن ہے یہ ملاقات ہی اس بلا سے نجات کا ذریعہ بن جائے، چنانچہ خواجہ صاحب یہاں سے واپس گئےتو پھراتفاقاً جگر صاحب سے ملاقات ہوگئی اور یہ سارا واقعہ جگرصاحب کوسنادیا، انہوں نے حضرت کے یہ کلمات سنکر زاروقطار رونا شروع کردیا اور بالآخر یہ عہد کرلیا کہ اب مربھی جاؤں تو اس خبیث چیز کے قریب بھی نہ جاؤں گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، شراب چھوڑنے سے بیمار پڑگئے، حالت نازل ہوگئی اس وقت لوگوں نے کہا کہ آپ کواس حالت میں بقدرضرورت پینے کی تو شریعت بھی اجازت دے گی، لیکن یہ جگرصاحب کا جگرتھا کہ اس کے باوجود انہوں نے اس ام الخبائث کو ہاتھ نہ لگایا، اللہ تعالیٰ اہل عزم وہمت کی مدد فرماتے ہیں، اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کی مدد سے چندروز ہی میں شفائے کامل حاصل ہوئی، اس کے بعدوہ تھانہ بھون تشریف لائے اورحضرت نے ان کی بڑی قدروعزت فرمائی۔

مہمانوں کا اکرام: شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اس پایہ کے عالم تھے کہ برسہابرس آپ نے حرم شریف میں احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیا تھا، مگرآپ کی بےنفسی اورتواضع کی یہ حالت تھی کہ اپنے آپ کوکچھ سمجھتے ہی نہ تھے، خاص طورپرمہمانوں کے لئے فرش راہ ہوجاتے تھے، ایک واقعہ سنئے کسی دیندارآدمی کا نہیں مشہور کمیونسٹ محمد اشرف کا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ۱۹۴۶ء میں کمیونسٹ پارٹی نے مسلمانوں کے مسائل کے سلسلہ میں ایک رپورٹ پیش کرنے کے لئے مجھے دیوبند بھیجا اور میں حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کا مہمان بنا، حضرت نے میرے آرام کے لئے ایک الگ کمرہ کا انتظام فرمایا، کیونکہ حضرت کا قیام گاہ ساری رات ذکراللہ کے شور سے گونجتی رہتی تھی اور میں لمبی تان کرسونے کا عادی تھا، ایک رات میں لمپ گل کرنے کے بعد میٹھی نیند سورہا تھا کہ مجھے اپنی ٹانگوں پرکسی کے ہاتھوں کی حرکت محسوس ہوئی، میری آنکھ کھل گئی، دیکھتا ہوں کہ حضرت والا میری ٹانگیں دبارہے ہیں، میں بےانتہا شرمندہ ہوا اور میں نے فوراپاؤں سکوڑے اور بڑے ادب سے حضرت کوروکا، مگرحضرت نے فرمایا کہ آپ مجھے اس ثواب سے کیوں محروم کرتے ہیں؟ کیا میں اس قابل نہیں ہوں کہ اپنے مہمان کی معمولی خدمت کرسکوں مجھ پرحضرت کے اس ارشاد سے جوکیفیت گزری اس کا اظہار ممکن نہیں۔

Scanned with CamScanner

بُرائی اور بے حیائی کی آگ

از

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

اگر کسی گھر میں آگ لگ جائے، تو آبادی کے تمام لوگ آگ بجھانے اور گھر کو بچانے کے لئے دوڑ پڑتے ہیں اور ہر شخص اپنی طاقت اور صلاحیت کے مطابق بھڑکتے ہوئے شعلوں کو بجھانے کی کوشش کرتا ہے، کوئی ایک ساتھ دو بالٹی اُٹھاتا ہے، کوئی دو ڈول لے کر پہنچ جاتا ہے، کوئی لوٹا لوٹا ہی پانی ڈال دیتا ہے، چھوٹے بڑے امیر غریب جوان بوڑھے اور مرد و عورت ہر شخص اپنی طاقت اس بلاءِ ناگہانی سے نپٹنے بچانے میں صرف کر دیتا ہے؛ کیوں کہ اگر آگ پھیلی تو صرف اسی گھر کا نقصان نہیں ہوگا، جس گھر میں آگ لگی ہو؛ بلکہ یکے بعد دیگرے سارے گھر جلیں گے اور پوری بستی خاکستر ہو کر رہ جائے گی، آگ ایسی کور چشم اور عدم نا آشنا ہے کہ اس کی سرشت میں من و تو کا کوئی امتیاز ہی نہیں، نہ امیر کا خیال کرتی ہے نہ غریب پر رحم کھاتی ہے، نہ طاقت اور حکومت والوں سے ڈرتی ہے نہ بے قصور رعایا اور کمزوروں پر اسے ترس آتا ہے، ایک بلاء بے درماں ہے جو زد میں آتا ہے اسے جلا کر رکھ دیتی ہے۔

اگر دریا پانی سے لبریز ہو اور پشتہ ٹوٹنے کا خطرہ ہو، تو سارے لوگ اکٹھا ہو جاتے ہیں، اور ہر شخص اپنی طاقت بھر پشتہ کو مضبوط کرنے اور پانی کو تھامنے کی تدبیر کرتا ہے؛ کیوں کہ پانی بھی آگ ہی کی طرح بے حس واقع ہوا ہے، کسی کو خاطر میں نہیں لاتا، خوش رنگ پھلواریاں ہوں، ہرے بھرے کھیت ہوں، پر رونق آبادیاں ہوں، آبادی میں معصوم بچے رہتے ہوں، بے زبان جانور ہوں، بیمار اور بستر مرگ پر پڑے ہوئے لوگ ہوں، اس کی تلاطم خیز موجیں کودتی پھاندتی، دوڑتی بھاگتی، ہر شئے کو غرقاب اور تہہ آب کرتی پہنچ جاتی ہیں، اسی لئے آگ لگ جائے اور سیلاب آجائے تو ایک دوسرے سے برسرِ پیکار دشمن بھی اپنی عداوتوں کو فراموش کر کے اس مصیبت کا سد باب کرنے کے لے یک جٹ ہو جاتے ہیں۔

یہ آگ اور پانی کی مصیبتیں وہ ہیں، جو ہمیں مادی نقصان پہنچاتی ہیں، جن کی وجہ سے ہمارے در و دیوار ویرانوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں؛ لیکن ایک اور آگ ہے جس کا نقصان اس نقصان سے بھی بڑھ کر ہے اور ایک سیلاب ہے جس کی تباہکاری اس سیلاب سے کہیں زیادہ ہے، وہ ہے برائی اور بے حیائی کی آگ، جو انسانی آبادی میں جنگل کی آگ کی طرح پھیلتی جا رہی ہے اور وہ ہے منکرات اور فواحش کا سیلاب، جس کی زد سے کوئی پکا اور کچا مکان محفوظ نہیں ہے؛ لیکن عجیب بات ہے کہ اس آگ اور سیلاب کو بجھانے اور تھامنے کی ہمارے اندر کوئی فکر نہیں، یہ آگ گھر گھر کو سلگا رہی ہے اور یہ سیلاب اخلاق و کردار کی عمارتوں کو زمیں بوس کرتا جا رہا ہے؛ لیکن نہ اس پر بے چین ہونے والے دل ہیں، نہ اس پر رونے والی آنکھیں ہیں، نہ اس کے لئے جنبش میں آنے والے ہاتھ پاؤں ہیں، نہ سماج کے بزرگوں کو اس کی فکر ہے نہ نوجوانوں میں اس کے مقابلہ کا عزم۔

برائی کی طرف میلان انسانی فطرت میں موجود ہے، اس کا مقابلہ اس کے بغیر نہیں کیا جا سکتا، کہ جس قوت سے بُرائی پھیل رہی ہے، اسی قوت سے بلکہ اس سے بڑھ کر بُرائی کو روکنے کی تدبیریں کی جائیں، اسی تدبیر کا نام قرآن مجید کی زبان میں: ''نھی عن المنکر'' ہے، قرآن کہتا ہے کہ اُمتِ محمدیہ کا ایک بنیادی مقصد نہی عن المنکر ہے اور اسی فریضہ کی وجہ سے اس کو اقوامِ عالم میں خیرِ اُمت یعنی بہترین انسانی گروہ کا لقب دیا گیا ہے، (آل عمران: ۱۱۰) مسلمانوں کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا کہ: ''وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اس دوستی کا حق یوں ادا کرتے ہیں کہ ایک دوسرے کو بھلائی کی دعوت دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں'' (التوبۃ: ۷۱) بُرائی سے روکنے والوں کو صالحین میں شمار کیا گیا ہے، (آل عمران: ۱۱۴) اور ارشاد ہوا کہ: ''کم سے کم ایک ایسا گروہ ہمیشہ ضرور رہنا چاہئے جو خیر کی طرف دعوت دیتا ہو، بھلائی کا حکم دیتا ہو اور برائی سے روکتا ہو، کہ یہی لوگ دراصل کامیاب ہیں''۔ (آلِ عمران: ۱۰۴)

قرآن کی اس تعبیر پر بھی غور کیجئے کہ بھلائی کو معروف اور برائی کو منکر سے تعبیر کیا گیا ہے، معروف کے اصل معنی ایسی بات کے ہیں جو لوگوں میں مروج اور مشہور ہو اور جس کا چلن قائم ہو گیا ہو، اس کے مقابلہ میں منکر کا لفظ ہے، یعنی ایسی بات جو ان پہچانی اور نامانوس ہو، گاہے گاہے پیش آجاتی ہو، اس میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ سماج میں نیکیوں کا عام چلن ہونا چاہئے، وہ سماج کا مروج اور مشہور عمل ہو اور برائی کو سماج میں اتنا کم ہونا چاہئے کہ وہ لوگوں کے لئے اچنبھے کا باعث ہو، خلافِ معمول کبھی یہ بات پیش آجاتی ہو۔

اس تعبیر سے نہی عن المنکر کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے، رسول اللہ نے اس کی بڑی تاکید فرمائی اور فرمایا: کہ تم میں سے کوئی شخص جب بُرائی کو دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے، اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے اور یہ ایمان کا کم سے کم درجہ ہے، (مسلم، حدیث نمبر: ۱۷۷) دل سے روکنے کا مطلب دو ہو سکتا ہے: ایک یہ کہ دل سے اس پر کراہت محسوس کرے، دوسرے یہ کہ دل میں اس بات کا عزم رکھے کہ جب اسے قدرت حاصل ہوگی، وہ اس بُرائی کو روکنے کی کوشش کرے گا، ہاتھ سے روکنے کا منشا مار پیٹ اور جنگ و جدال نہیں ہے؛ بلکہ اپنے اثر و رُسوخ اور اخلاقی دباؤ کا استعمال کرنا بھی اس میں داخل ہے، جیسے انسان دنیا کے مسائل میں اپنے رُسوخ اور اپنی حیثیت کو کام میں لاتا ہے، اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے بارے میں اسے اس سے بڑھ کر اپنی اخلاقی قوت استعمال کرنا چاہئے۔

آج صورتِ حال یہ ہے کہ جن چیزوں کا برائی اور منکر ہونا متفق علیہ ہے اور جن کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں، ان میں بھی عوام تو کیا، اہل علم اور اہل دین بھی کھلے تساہل سے کام لیتے ہیں، اس سے کس کو اختلاف ہوگا کہ گانا بجانا حرام ہے، شادی بیاہ میں مروجہ تصویر کشی اور ویڈیو گرافی جس میں عورتوں کی بھی تصویریں محفوظ کر لی جاتی ہیں، ناجائز ہیں، اس سے کسے اختلاف ہے کہ لڑکے والوں کی طرف سے بے جا مطالبات حرام ہے اور رشوت کے حکم میں ہے، کون نہیں جانتا کہ سودی کاروبار پر اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت ہے؛ لیکن کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ سماج کے با اثر لوگ جب علانیہ ان برائیوں کا ارتکاب کرتے ہیں اور اپنی جھوٹی شان بگھارتے ہیں، تو نہ صرف یہ کہ ہماری زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں؛ بلکہ ہم خود ان تقریبات میں شریک ہو کر رونقِ محفل میں اضافہ کرتے ہیں، حدیث میں اسی لئے برائی سے روکنے کو زبان کا جہاد (جہاد باللسان) قرار دیا گیا ہے، (مسلم، حدیث نمبر: ۱۷۹) کیوں کہ نیکی کی دعوت آسان ہے، اگر آپ کسی کو نماز روزہ کی دعوت دیں، حج و زکوٰۃ کے لئے توجہ دلائیں، تو اس سے اس کے وقار پر کوئی آنچ نہیں آتی، نہ اس سے اس کی انا کو ٹھیس لگتی ہے؛ لیکن جب کسی انسان کو اس کی برائی پر ٹوکا جائے، تو اس سے اس کی انا مجروح ہوتی ہے، وہ اسے اپنی توہین سمجھتا ہے اور اپنی کوتاہی کا اعتراف کرنے کے بجائے وہ بے جا ردِ عمل کا اظہار کرتا ہے، اسی لئے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: یہ بہت بڑا گناہ ہے (اکبر الذنب) ہے کہ کسی سے کہا جائے کہ تم اللہ سے ڈرو، تو وہ جواب میں کہے: تم اپنی فکر کرو، علیک نفسک۔ (مجمع الزوائد: ۷/۲۷۱)

جو چیز برائی پر ٹوکنے اور اس سے روکنے میں رکاوٹ بنتی ہے، وہ بنیادی طور پر دو ہیں، ایک دنیا کی محبت، دوسرے اہل ثروت اور اہل اقتدار کا خوف، اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں دنیا کی محبت گھر کر لے گی تو تم نہ نیکی کا حکم دو گے اور نہ برائی سے روکو گے اور نہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرو گے، (مجمع الزوائد: ۷/۲۷۱) اور یہ اس اُمت کے ادبار اور پستی کی علامت ہے کہ اس میں برائی پر ٹوکنے والی زبانیں باقی نہ رہیں، حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ اس دین کے اقبال کی علامت یہ ہے کہ تمام مسلمانوں میں دین کا فہم ہو، اس میں ایک دو برے لوگ ہوں تو وہ سماج میں ذلیل سمجھے جائیں اور اس دین کے ادبار کی علامت یہ ہے کہ عام لوگ گناہ میں مبتلا ہو جائیں، اکا دکا اشخاص دین پر قائم ہوں، وہ سماج میں ذلیل سمجھے جائیں اور بات کریں تو مطعون ٹھہریں، یہاں تک کہ علانیہ شراب پی جائے، ایک عورت قوم پر سے گذرے، قوم میں سے ایک شخص اس کی طرف کھڑا ہو اور دامن اُٹھا کر اس طرح برائی کرے جیسے کسی مادہ جانور کی دم اُٹھا کر نر اس سے جفتی کرتا ہے، اس دن جو شخص یہ کہے کہ تم نے اس کو اس دیوار کے پیچھے تو کر لیا ہوتا، تو وہ اس دن اس میں ویسے ہی ہوگا جیسے تم میں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما، اس دن جو نیکی کی طرف بلائے اور بُرائی سے روکے، اس کے لئے ایسے پچاس آدمیوں کے برابر اجر ہوگا جس نے مجھے دیکھا ہو، میری اطاعت کی، مجھ پر ایمان لایا ہو اور میرے ہاتھوں پر بیعت ہوا ہو، (مجمع الزوائد: ۷/۲۶۲) بُرائی کے سیلاب کو دیکھتے ہوئے خیال گذرتا ہے کہ شاید اب وہ وقت قریب آ گیا ہے۔

بُرائی سے نہ روکنے کا گناہ صرف آخرت سے متعلق نہیں ہے؛ بلکہ دنیا سے بھی متعلق ہے، رسول اللہ نے فرمایا کہ جب لوگ ظالم کو دیکھیں اور ظلم سے نہ روکیں، تو اللہ تعالیٰ کا عذاب سبھوں کو پکڑ لے گا اور جس قوم میں گناہ کیا جاتا ہو، کچھ لوگ اس سے دور کرنے پر قادر ہوں، پھر بھی وہ اسے دور نہ کریں، تو قریب ہے کہ اللہ کا عذاب ان سب کو اپنی پکڑ میں لے لے، (ابو داؤد، حدیث نمبر: ۴۵۳۸، ترمذی، حدیث نمبر: ۲۱۶۸) رسول اللہ نے قیامت کے قریب ایک لشکر کے زمین میں دھنسا دیئے جانے کا ذکر کیا، حضرت اُم سلمہؓ نے عرض کیا: شاید ان میں ایسے لوگ بھی ہوں جنھیں زبردستی لایا گیا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کے عذاب میں تو سب شامل ہوں گے، آخرت میں نیتوں کے اعتبار سے معاملہ ہوگا۔ (ترمذی، حدیث نمبر: ۲۱۷۱)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ راوی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل میں اس طرح بُرائی کا آغاز ہوا کہ ایک شخص دوسرے کو اس برائی پر ٹوکتا اور کہتا کہ یہ حلال نہیں اور کل ہو کر اسی کا ہم نوالہ، ہم پیالہ اور ہم نشیں بن جاتا؛ چنانچہ یہی چیزیں بنی اسرائیل پر عذابِ الٰہی آنے کا باعث ہوئی، (ابو داؤد، حدیث نمبر: ۴۳۳۶) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کے گناہ کی وجہ سے پوری قوم پر عذاب نازل نہیں کرتے؛ بلکہ جب کچھ لوگ گناہ کرتے ہیں اور اکثریت قدرت کے باوجود اس پر خاموشی اختیار کرتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عوام و خواص سبھوں کی ہلاکت کا فیصلہ ہوتا ہے۔ (مجمع الزوائد: ۷/۲۶۸)

یہ ضروری ہے کہ سماج کا ضمیر زندہ ہو، وہ بُرائی سے ایسی ہی نفرت کرتا ہو جیسے انسان گندگی سے نفرت کرتا ہے، سماج میں جب کوئی بُرائی ہو تو کتنی زبانیں ہوں جو اس پر ٹوکنے کے لئے آمادہ ہوں، جب ایک ہاتھ ظلم کرے تو سینکڑوں ہاتھ اس ظلم کو روکنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں، جب کوئی نگاہ بُرائی کرے تو کتنی ہی غضب آلود نگاہیں اس کے حوصلے پست کر دیں، خدا کی نافرمانی پر انسان کو اپنی نافرمانی سے زیادہ طیش آئے، اپنے بھائی پر جب کوئی ظلم ہوتا ہوا دیکھے تو اسے محسوس ہو کہ یہ ظلم خاص اس پر ہو رہا ہے، جب وہ کسی کی آبرو کو لٹتے ہوئے دیکھے تو اسے خیال ہو کہ یہ عزت و آبرو کی مقتول عورت اس کی بہن یا بیٹی ہے، برائیوں کے بارے میں جب تک ضمیر زندہ نہ ہو حدود اللہ کی اہمیت انسان کے ذہن میں نہ ہو اور خدا کے خوف سے ہمارے سینے معمور نہ ہوں اس وقت تک برائیوں کے اس سیلاب کو تھامنا، بے حیائی کی اس آگ کو بجھانا اور بد اخلاقی کی اس تیز آندھی کو روکنا ممکن نہ ہوگا۔

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں

مولانا محمد اخلاق ندوی

عمل کی مہلت بہت بڑی دولت ہے۔ عام طور پر ہم اس کے ساتھ انصاف نہیں کر پاتے ہیں، ہم اس سے اس طرح کھیلتے ہیں، جس طرح بچے کھلونوں سے کھیلتے ہیں، ہم اس کو نہایت بے دردی سے لٹا دیتے ہیں، انسانیت کے رہبر اعظم نے اس عمومی رویہ پر اس طرح تنبیہ فرمائی ہے کہ دو نعمتوں کی ناقدری اکثر لوگ کرتے ہیں ایک صحت اور دوسری مہلت۔ رہبر اعظم کی اس تنبیہ پر بار بار غور کیجئے اور دیکھئے کہ آج ہم کو عمل کی مہلت حاصل ہے، نہیں معلوم کب یہ ختم کردی جائے؟ جو لمحہ گزر گیا وہ واپس آنے والا نہیں، جو وقت رخصت ہو گیا وہ ہاتھ آنے والا نہیں، برف کی طرح پگھلنے والی اس دولت کی ناقدری کر کے آخر ہم سے زیادہ نادان کون ہوگا؟

یہ جو عمل کی مہلت ہم کو ملی ہے اسی میں تو ہمارا امتحان ہے، یوں سمجھئے کہ ہمارے رب نے ہم کو ایک رجسٹر دے کر قلم پکڑا دیا ہے اور کامیابی و ناکامی کا مواد بالکل واضح کر دیا ہے، اس قدر واضح کر دیا ہے کہ حجت کا کوئی موقع نہیں، اب اس کا انحصار ہماری اپنی مرضی پر ہے کہ ہم اپنا رجسٹر کس مواد سے بھرتے ہیں؟ جس قسم کا مواد ہوگا اسی پر جزا و سزا کا فیصلہ ہوگا۔ آج جو مواد ہم اس میں درج کریں گے کل وہ اس قدر تفصیل کے ساتھ ہمارے سامنے ہوگا کہ بے ساختہ ہماری زبان سے نکل جائے گا کہ یہ کیسا رجسٹر ہے کہ جس میں ہمارا ہر چھوٹا بڑا عمل پورے حساب کتاب کے ساتھ موجود ہے (مَالِهٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً إِلَّا أَحْصٰهَا) (سورہ کہف) یہ وہ وقت ہوگا کہ جب ہمارے سامنے عمر بھر کی کمائی موجود ہوگی، ہمارے سامنے ساری زندگی کے اعمال پڑے ہوں گے، آہ یہ ریکارڈ ایسا ہوگا کہ جو ہم نے تیار کیا ہوگا وہی کسی کمی بیشی کے بغیر ہم موجود پائیں گے (وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا) (سورہ کہف) پھر ہمارے اپنے اسی ریکارڈ کی روشنی میں ہمارا درجہ متعین ہوگا، قرآن آگاہ کرتا ہے کہ جس کے اعمال وزنی ہوں گے اس کو شاندار درجہ ملے گا اور جس کے اعمال غیر وزنی ہوں گے اس کو بدترین (جہنم) درجہ ملے گا (فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَأُمُّهٗ هَاوِيَةٌ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ نَارٌ حَامِيَةٌ) (سورۃ القارعہ) قرآن ہوشیار کرتا ہے کہ جس آج کے حال سے تم گذر رہے ہو اسی آج کے حال کے آئینہ میں تم اپنے کل کے مستقبل کی تصویر دیکھ سکتے ہو ذرا سی بیدار مغزی کا ثبوت دے کر تم کل آخرت میں بلند درجہ حاصل کر سکتے ہو، تم سے پہلے بھی ایک قوم (یہود) کو آج عطا کیا گیا تھا لیکن اس نے عطا کرنے والے ہی کو فراموش کر دیا نتیجتاً وہ خود فراموشی میں مبتلا ہو گئی، اس کے لئے آج اور کل سب بے معنی ہو گئے اور وہ ناکامی کی علامت بن کر رہ گئی۔ یہ ایسا وقت ہوگا کہ گویائی کی قوت سلب کر لی جائے گی اور اعضاء و جوارح کو گواہ بنا کر کھڑا کر دیا جائے گا (الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ) (سورہ یٰسین: 65)

آج ہمارا حال یہ ہے کہ اس یقینی معاملہ کو ہم نظر انداز کر رہے ہیں، اگر صبح کے دامن کے ساتھ شام بندھی ہوئی ہے تو ہر زندگی کے دامن کے ساتھ موت بھی بندھی ہوئی ہے (کل نفس ذائقة الموت) موت آتے ہی عمل کی مہلت ختم ہو جائے گی، رجسٹر لے لیا جائے گا اور پھر ہمارے سامنے چیلنج یہ ہوگا کہ اس مہلت کے ساتھ ہمارا کیا رویہ رہا تھا؟ اس کو ہم نے عطا کرنے والے کی امانت سمجھا تھا یا اسے ملکیت باور کر لیا تھا، اگر ہم ملکیت باور کرنے کے مجرم پائے گئے تو ہمارا حشر کیا ہوگا، اس تصور سے جسم کا رواں رواں کانپ اٹھتا ہے۔

مسئلہ مہلت عمل کے حوالہ سے رویہ کا ہے، ہمارا رویہ تو کچھ اس طرح کا ہے کہ ہم کو خود نہیں معلوم کہ ہم کہاں کھڑے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں، ہم چلتے چلے جا رہے ہیں، کبھی سوچتے نہیں کہ یہ راستہ منزل تک جا بھی رہا ہے یا نہیں، حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ اس سے پہلے کہ تمہارا حساب لیا جائے تم خود اپنا حساب لگا لو، اس سے پہلے کہ تمہارا وزن کیا جائے تم خود اپنا وزن کر لو اور بڑی پیشی کے لئے تیار ہو جاؤ۔

لیکن ہم غفلت میں پڑے رہتے ہیں، اس غفلت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم دوسروں کی اصلاح و تربیت کی فکر تو کرتے ہیں لیکن ہم خود اپنی ذات کو فراموش کئے رہتے ہیں، یہ بالکل بجا ہے کہ ایک مسلمان کی حیثیت سے دوسروں کی اصلاح و تربیت ہمارا فرض ہے لیکن اس سے پہلے اس احتساب کی ضرورت ہے کہ ہم خود جو عمل کر رہے ہیں اس کی پشت پر جذبہ کیا ہے، اور اس کا رخ کیا ہے؟ بہت ممکن ہے کہ دین و اسلام کا نام لے کر بھی مسجد و مدرسہ کی خدمت کر کے بھی نماز و روزہ ادا کر کے بھی، زبان و قلم چلا کر بھی ہم نفس کے حملوں کی زد میں ہوں، اس کے حملے ایسے ہوتے ہیں کہ بادی النظر میں سمجھ میں نہیں آتے، بڑی خوبصورتی سے یہ ہمارے باطن میں اپنا ڈیرہ جما لیتے ہیں اور ہم کو پتا بھی نہیں چل پاتا ہے، اسی لئے نبی کریم نے صاحب عقل اس کو قرار دیا جو اس کی نگرانی کرتا رہے اور آخرت کی تیاری کرتا ہے اور نادان اس کو قرار دیا جو اس سے غافل ہو کر آرزوؤں کی دنیا میں جینے لگے، آخرت کا شعور جس قدر گہرا ہوگا، اسی قدر نفس کے حملوں سے حفاظت ممکن ہوگی۔

ہم ذرا سوچیں کہ ان آنکھوں نے کتنوں کو آتے دیکھا اور کتنوں کو جاتے دیکھا، کتنوں کو بستے دیکھا اور کتنوں کو اجڑتے دیکھا، ہر ایک اپنی مہلت عمل پوری کر کے رخصت ہو گیا، آج ہم ہیں کل ہم بھی مہلت عمل پوری کر کے رخصت ہو جائیں گے، جب تک مہلت عمل کے تعلق سے ہمارا رویہ درست نہیں ہوگا اس وقت تک امت میں کسی انقلاب کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا، اس کے بغیر منظر نامہ وہی ہوگا جو ہماری بدنصیب آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ منبر و محراب بھی ہماری خود غرضی اور نفسانیت کی صلیب پر لٹکے ہوئے ہیں، دین ہمارے لئے قیل و قال بن کر رہ گیا ہے، دل و دماغ اس کی عظمت سے محروم ہیں، آج ہم اپنی اس حرکت کی وجہ سے اس کا راستہ کھوٹا کر رہے ہیں۔ ایک وقت اس دین پر وہ بھی گزر چکا ہے کہ اس کا پیروکار اس کا چلتا پھرتا نمائندہ ہوتا تھا، لوگ دیکھتے تھے اور نقد دل ہار بیٹھتے تھے، ان کو زندگی نصیب ہو جاتی تھی، ان کو روشنی مل جاتی تھی، وہ اپنی سابقہ فکر ان کے کردار پر بے دریغ لٹا دیتے تھے اور آج ہم اپنی کوئی تبلیغی شناخت نہیں رکھتے۔

آج دنیا سمٹ کر ایک بستی بن گئی ہے، سوال یہ ہے کہ اس بستی میں ہماری شناخت کیا ہے؟ بدقسمتی سے ہماری شناخت دنیا کے سامنے یہ ہے، جذباتیت منفی ذہنیت، مخاصمت، خیانت، بدنظمی، انتہا پسندی و تخیل پرستی وغیرہ وغیرہ۔

آپ کہیں گے کہ یہ ڈھول تو میڈیا نے پیٹا ہے لیکن غور سے دیکھئے کہ کیا اس میں کسی درجہ کی صداقت نہیں ہے؟ عجیب معاملہ ہے کہ ہم اپنی آنکھوں پر پردہ ڈال رہے ہیں، کیا ہماری اس کمزوری نے آج ہم کو اقوام عالم کے درمیان ایک غیر تبلیغی قوم نہیں بنا دیا ہے؟ ہماری اصل حقیقت کو تہہ و بالا نہیں کر دیا ہے، ہماری شناخت کو مجروح نہیں کر دیا ہے؟

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے، تو شکایت ہوگی

یہ صورت حال یقیناً تبدیلی چاہتی ہے اور بڑے پیمانے پر تبدیلی چاہتی ہے، اس تبدیلی کی ابتداء آخرت میں جواب دہی کے احساس کو ایک زندہ احساس میں بدلنے سے ہوگی، آج ہمارا یہ احساس کمزور ہو گیا ہے، نبی کریم نے اس احساس کو اس طرح پیش کیا تھا کہ صحابہ کرام کا ہر قدم اس احساس سے بوجھل رہتا تھا، اور واقعہ یہ ہے کہ اسی احساس نے ان کو تابندگی عطا کی تھی، اسی احساس کا کرشمہ تھا کہ وہ آندھی و طوفان کے مانند سارے عالم پر چھا گئے تھے، ان کے ہاتھوں وہ کارہائے نمایاں انجام پائے تھے، جن کی خالص عقلی منطقی بنیادوں پر کوئی توجیہ ہی نہیں کی جا سکتی ہے، ان کے ذریعہ وہ صالح انقلاب برپا ہوا جس کی کوئی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی ہے، ان کے توسط سے وہ متوازن فکر آشکارا ہوئی، جس کی کوئی مثال اس علم و قلم کے عہد میں نظر نہیں آ سکتی ہے: ''حضرت امام مالکؒ نے فرمایا تھا کہ اس امت کے آخری حصہ کی اصلاح و تبدیلی بھی ان ہی خطوط پر ہوگی جن خطوط پر اس کے پہلے حصے کی ہوئی تھی۔''

آپ غور کریں تو آپ کو نظر آئے گا اس امت کے اولین حصہ کے انقلاب میں آخرت میں جوابدہی کے احساس کو مرکزی مقام حاصل تھا، آج ہم اس احساس سے غافل ہو کر اپنے نفس کے زخم خوردہ ہیں، اس کے فریب میں ایسے آئے ہیں کہ ہمارا بیڑہ غرق ہو گیا ہے، اسی فریب کا نتیجہ ہے کہ کل کا حاکم آج عالمی منظر نامہ پر غلامانہ حیثیت کا حامل ہے، کل کا سخی آج کاسہ گدائی لئے نظر آ رہا ہے، کل کا قائد آج راہ داں کے لئے ترس رہا ہے، کل کا صاحب نظر آج بھول بھلیوں میں بھٹک رہا ہے، کل کا صاحب فکر آج حمال بنا ہوا ہے، آج اس پر وہ تبصرہ مکمل صادق آتا ہے جو قرآن نے یہود پر کیا ہے: ''جن کو تورات عطا کی گئی تھی پھر انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا، ان کی مثال ایسی ہے جیسے گدھے کی پشت پر کتابوں کا گھر لاد دیا گیا ہو۔'' (سورہ جمعہ)

خدارا اب ہم باز آ جائیں...... باز آ جائیں...... عمل کی مہلت ختم ہونے سے پہلے باز آ جائیں، رجسٹر ہاتھ میں آنے سے پہلے باز آ جائیں۔ توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ مغفرت کا فرشتہ کھڑا ہے ہم اس خلوص سے توبہ کریں کہ آخر ہمارے رب کو ہم پر پیار آ ہی جائے اور وہ ہمیں پہلے کی طرح اپنی گود میں پھر اٹھا لے اور ہمیں خاص اور انعام یافتہ بندوں میں شامل فرما لے۔ نبی کریم کا فرمان ہے: گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس سے گناہ سرزد ہی نہیں ہوا۔

الغرض یہ کہ ہم مہلت عمل کو غنیمت جانتے ہوئے اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیں اور یہ اصلاح آخرت میں جوابدہی کے احساس کو ایک زندہ احساس میں بدلے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے قرآن و حدیث اور اسلاف کرام کی زندگیوں کا مطالعہ اپنے معمولات میں شامل کریں، چراغ سے چراغ جلتا ہے، روشنی سے روشنی پھیلتی ہے، ہماری مصیبت یہ ہے کہ اس دو دن کی زندگی میں ہم نے اس قدر تکلفات پال لئے ہیں کہ روشن چراغوں کو دیکھنے کا ہمارے پاس موقع ہی نہیں رہتا ہے، ہماری ذات طرح طرح کے گرد و غبار کی آماجگاہ بنی رہتی ہے، لیکن اس کو صاف کرنے کی ہم زحمت ہی نہیں کرتے ہیں، ہمارے ایمان میں کوئی کیفیت برپا نہیں ہوتی ہے، وہ بہت معمولی فرق کے ساتھ ایک ہی حالت سے گزرتا رہتا ہے لیکن ہم اس سلسلے میں فکر مند ہی نہیں ہوتے ہیں، ہم اپنی مہلت عمل کو غیر متوازن طریقے سے استعمال کرتے ہیں۔ یاد رکھیں، جب تک ہماری خود کی اصلاح نہیں ہوتی ہے اس وقت تک نبی کریم کی امت کے ساتھ خواہش کے باوجود صحیح خیر خواہی کا ثبوت دینا قریب قریب ناممکن ہے۔

آیئے سفر شروع کرتے ہیں۔ یہ سفر کرتے ہوئے ہم کو مایوسی اور منفی ذہنیت سے مکمل پرہیز کرنا ہوگا، مایوسی ہماری توانائی برباد کر دیتی ہے اور منفی ذہنیت ہمیں عمل پر آمادہ نہیں ہونے دیتی ہے، اس ذہنیت کی وجہ سے ہمارے پاس شکوؤں اور شکایتوں کا ایک دفتر تیار ہو جاتا ہے، بس ہم اس کی ورق گردانی کرتے رہتے ہیں اور اسی عالم میں ایک دن ہمارا ابھی ورق تمام ہو جاتا ہے، اس سے پہلے کہ ہمارا ورق تمام ہو، امت سے خیر خواہی کر کے اپنی مہلت عمل کو نتیجہ خیز بنائیں، اللہ کا یہ دین ہمارے پاس امانت ہے، ہم کو جو عمل کی مہلت ملی ہے اسی میں ہم کو اس دین کی حفاظت بھی کرنی ہے اور اشاعت بھی کرنی ہے، ہم کہیں اس دین کو اپنی ذات تک محدود نہ کر لیں، یہ تو اس دین کے ساتھ خیانت ہوگی، اس دین کا تقاضہ ہے کہ ہمارا سفر انفرادی اصلاح سے شروع ہو اور اجتماعی اصلاح پر ختم ہو۔ افسوس کہ ہماری دین داری بسا اوقات ہماری ذات تک محدود رہ جاتی ہے حالانکہ والعصر میں کامیابی کا تاج ان کے سر پر رکھا گیا ہے جو انفرادی اصلاح کے ساتھ اجتماعی اصلاح کے لئے سرگرم عمل رہتے ہیں۔ ہم کہاں کھڑے ہیں اور اللہ کی کتاب کہاں کھڑی ہے؟ اللہ ہمارے حال پر رحم کرے کہ دین کو مذاق بنانے میں ہم نے کوئی کسر باقی نہیں رکھی ہے۔ اللہ ہماری اس جرم عظیم سے حفاظت فرمائے۔

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد اسعد اللہ قاسمی

بنگلہ دیش میں جبری گمشدگیوں کی تحقیقات کے لیے کمیشن کا قیام

بنگلہ دیش کی عبوری حکومت نے معزول وزیراعظم شیخ حسینہ کے دور حکومت میں سکیورٹی فورسز کے ذریعے شہریوں کی جبری گمشدگیوں کے سینکڑوں واقعات کی تحقیقات کا آغاز کر دیا ہے، ایک سرکاری حکم نامے میں کہا گیا کہ ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ جج معین الاسلام چودھری کی سربراہی میں ایک پانچ رکنی کمیٹی بنگلہ دیش کے سرحدی محافظوں (بی جی بی) سمیت دیگر نیم فوجی پولیس یونٹوں کی بھی تحقیقات کرے گی، جبری گمشدگیوں کے معاملے میں بنگلہ دیش کی بدنام زمانہ ریپڈ ایکشن بٹالین (آر اے بی) کے نیم فوجی دستے شامل ہیں، جن پر انسانی حقوق کی متعدد خلاف ورزیوں کا الزام ہے اور جن پر امریکہ نے ماورائے عدالت قتل اور جبری گمشدگیوں میں کردار کرنے پر پابندیاں عائد کر دی تھیں، انسانی حقوق کی بین الاقوامی تنظیم ہیومن رائٹس واچ نے گزشتہ سال کہا تھا کہ سن 2009 میں حسینہ کے اقتدار میں آنے کے بعد سکیورٹی فورسز مبینہ طور پر 600 سے زائد جبری گمشدگیوں میں ملوث رہی ہیں اور تقریباً 100 افراد لاپتہ ہیں، حراست میں لیے گئے افراد میں سے اکثر کا تعلق حسینہ کی حریف سیاسی جماعتوں بنگلہ دیش نیشنلسٹ پارٹی اور ملک کی سب سے بڑی اسلام پسند پارٹی جماعت اسلامی سے تھا (ڈی ڈبلیو)

جرمنی: شراب اور ٹک ٹاک کے لیے عمر کی حد میں اضافے کی تجویز

منشیات کے استعمال کی روک تھام سے متعلق جرمن حکومت کے کمشنر نے تجویز دی ہے کہ ملک میں شراب نوشی کے لیے کم سے کم عمر اٹھارہ برس اور ٹک ٹاک کے استعمال کے لیے کم از کم بارہ برس مقرر کی جائے، برکہارڈ بلینرٹ کا اس بارے میں بیان مقامی اخبار 'رائنشے پوسٹ' میں شائع کیا گیا، کمشنر کے بقول انہوں نے نابالغوں کی ذہنی اور جسمانی صحت کے تحفظ کے لیے یہ مشورہ دیا ہے، جرمن چانسلر اولاف شولس کی سیاسی جماعت سے وابستہ برکہارڈ بلینرٹ نے کہا کہ بارہ سال سے کم عمر بچوں کے ٹک ٹاک استعمال کرنے پر پابندی عائد کر دینی چاہیے، چند ملکوں نے داخلی سطح پر اس ویڈیو شیئرنگ پلیٹ فارم پر پہلے ہی مکمل پابندی لگا رکھی ہے، تاہم اس پابندی کے پس پردہ نابالغوں کی ذہنی صحت نہیں بلکہ دیگر عوامل کارفرما تھے (ڈی ڈبلیو)

مصر میں تیل کی اہم دریافت کا اعلان

مغربی صحرائے مصر کے کلبشا ڈویلپمنٹ ایریا میں کام کرنے والی خالدا پیٹرولیم کمپنی نے ویسٹ فیوبس-1 علاقے میں تیل کی ایک نئی دریافت کا اعلان کیا ہے، کنویں کی جانچ پیلیوزوک ریت میں 270 فٹ تک کھدائی کر کے کی گئی، اور ایک انچ کے پروڈکشن اوپننگ پر ریکوری 7,165 بیرل یومیہ تیل کے ساتھ 44 ڈگری کے معیار اور 23 ملین کیوبک فٹ ملحقہ گیس کی تھی، کنویں کے الیکٹریکل لاگز نے پیلیوزوک جزو میں 462 فٹ کی کل نیٹ موٹائی کے ساتھ ہائیڈروکاربن اشارے کی موجودگی کی تصدیق کی، دریں اثنا، مصر کے وزیر پٹرولیم اور معدنی وسائل کریم بدوی نے شعبے میں اہم شراکت داروں کے ساتھ ایک وسیع میٹنگ کے دوران تیل اور گیس کی پیداوار میں اضافے کے لیے نئے مراعات کا ایک سیٹ کا اعلان کیا ہے (وام)

جاپان میں سمندری طوفان 'شان شان' کے خطرے کے پیش نظر ہنگامی حالت کی وارننگ

جاپان میں طاقتور ترین سمندری طوفان 'شان شان' کے خطرے کے پیش نظر ہنگامی حالت کی وارننگ جاری کر دی گئی ہے اور 50 ہزار سے زائد افراد کے انخلاء کی ہدایت کی گئی ہے، خبر رساں ایجنسی اے ایف پی کے مطابق جاپان کے محکمہ موسمیات نے پیش گوئی کی ہے کہ طوفان کے زیر اثر جنوبی مغربی ساحلی علاقوں بالخصوص کیوشو میں شدید بارشیں جاری ہیں اور آئندہ دو روز کے دوران 1100 ملی میٹر (43 انچ) بارش کی توقع ہے جو سالانہ اوسط کی نصف بنتی ہے، محکمہ موسمیات نے کہا کہ بارشوں کی وجہ سے لینڈ سلائیڈنگ کا خطرہ ہے جبکہ جزیرہ کیوشو سے ٹکرانے کے بعد طوفان مشرقی اور وسطی علاقوں کی طرف جا سکتا ہے (ڈاؤن نیوز)

افغانستان: طالبان حکومت نے 'پرتشدد' مکسڈ مارشل آرٹس پر پابندی لگا دی

غیر ملکی خبر رساں ایجنسی 'اے ایف پی' کے مطابق افغانستان کی اسپورٹس اتھارٹی کے بیان اور مقامی میڈیا رپورٹس میں کہا گیا ہے کہ یہ حکم افغانستان کی وزارت امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی اخلاقی پولیس نے کھیل کے اسلامی قانون کے حوالے سے تحقیقات کے بعد جاری کیا ہے، طالبان کی حکومتی اسپورٹس اتھارٹی نے 'اے ایف پی' کو بھیجے گئے بیان میں کہا کہ 'یہ پایا گیا کہ یہ کھیل شریعت کے حوالے سے ٹھیک نہیں ہے اور اس کے بہت سے پہلو ہیں جو اسلام کی تعلیمات سے متصادم ہیں، بیان میں کہا گیا کہ 'اس لیے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ افغانستان میں مکسڈ مارشل آرٹس پر پابندی لگائی جائے، اسپورٹس اتھارٹی کے ایک عہدیدار نے مقامی میڈیا کو بتایا کہ ایم ایم اے پر پابندی اس لیے عائد کی گئی ہے کیونکہ اسے بہت زیادہ پرتشدد سمجھا جاتا ہے اور اس سے چوٹ یا موت کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ (ڈاؤن نیوز)

شمالی ایتھوپیا میں لینڈ سلائیڈنگ، 10 افراد ہلاک

خبر رساں ادارے 'اے ایف پی' کے مطابق امہارا میڈیا کارپوریشن (اے ایم سی) نے اطلاع دی ہے کہ اس قدرتی آفت میں 10 افراد ہلاک ہو گئے ہیں، مقامی ایڈمنسٹریٹر ٹیمیفے ورک کا حوالہ دیتے ہوئے امہارا میڈیا کارپوریشن نے کہا کہ مٹی سے 4 لوگوں کی لاشیں نکالی گئی ہیں، رپورٹ میں اس بات کی نشاندہی نہیں کی گئی کہ امہارا علاقے کے شمالی گوندر زون میں ہفتے کو لینڈ سلائیڈنگ کا واقعہ پیش آیا وہاں تلاش جاری ہے؟ اے ایم سی نے مقامی اہلکار کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اس واقعے میں 8 دیگر افراد شدید زخمی ہو گئے ہیں (ڈاؤن نیوز)

تعلیم و روزگار

ریلوے میں پارامیڈیکل اسٹاف کی بحالی کے لئے نوٹیفکیشن

ریلوے میں پارامیڈیکل اسٹاف کی بحالی کے لئے نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے، اس بحالی مہم کے تحت ریلوے ریکوائرمنٹ بورڈ 1376 اسامیوں پر بحالی کرے گا، جس کے تحت ریلوے کے مختلف ڈویژنوں میں عارضی تقرریاں کی جائیں گی، امتحان کے نتائج کا انتظار کرنے والے امیدوار آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، امتحان کے نتائج کا انتظار کرنے والے امیدواروں کی درخواستیں قبول نہیں کی جائیں گی، درخواست دینے کی آخری تاریخ 16 ستمبر 2024 ہے، درخواست کی فیس ایس سی، ایس ٹی، معذور اور خواتین کے لیے 500 اور EWS کے لیے 250 ہے، سی بی ٹی میں شامل ہونے کے بعد بینک فیس کاٹ کر رقم واپس کر دی جائے گی، 17 ستمبر سے 26 ستمبر تک درخواست فارم میں تصحیح یا ترمیم کر سکتے ہیں، ویب سائٹ: www.recruitmentrrb.in، Indianrailways.gov.in

سینک اسکول ریواڑی (ہریانہ) میں چھ عہدوں پر بحالی کا موقع

سینک اسکول ریواڑی ہریانہ میں میڈیکل آفیسر کونسلر سمیت 6 اسامیوں پر بحالی کے لیے نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے، یہ ایک سال کے لیے معاہدہ کی بنیاد پر کیا جائے گا، دلچسپی رکھنے والے امیدواروں کو اسکول کی ویب سائٹ پر جانا ہوگا اور مقررہ فارمیٹ میں درخواست فارم بھرنا ہوگا اور منسلک دستاویزات کے ساتھ ''پرنسپل سینک اسکول ریواڑی، گاؤں گوٹھرا ضلع ریواڑی (ہریانہ) 123102'' کے پتے پر بھیجنا ہوگا، ڈاک کے ذریعہ درخواست قبول کرنے کی آخری تاریخ 6 ستمبر 2024 ہے، درخواست کی فیس 500 ہے، یہ فیس ڈیمانڈ ڈرافٹ کے ذریعے سینک اسکول ریواڑی کے نام پر ادا کی جائے گی۔

راجستھان پبلک سروس کمیشن RPSC میں اسسٹنٹ انجینئر کے 1014 عہدوں پر بحالی

راجستھان پبلک سروس کمیشن RPSC نے اجمیر میں اسسٹنٹ انجینئر کے 1014 عہدوں پر بحالی کے لیے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے، خواہشمند اہل امیدوار 12 ستمبر 2024 تک آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست کی فیس کیٹگیری کے مطابق 400 سے 600 روپئے ہے جو آن لائن ادا کرنی ہوگی، مزید معلومات کے لئے ویب سائٹ: rpsc.rajasthan.gov.in اور ہیلپ لائن نمبر: 0145-2635212-2635200 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

جونیئر کورٹ اٹینڈنٹ کے 80 عہدوں کے لئے نوٹیفکیشن

سپریم کورٹ آف انڈیا میں جونیئر کورٹ اٹینڈنٹ کے 80 عہدوں پر بحالی کے لئے نوٹفکیشن جاری کیا گیا ہے، اس کے لئے درخواست دینے کی آخری تاریخ 12 ستمبر 2024 مقرر کی گئی ہے، درخواست کی فیس 400 روپے ہے، SC / ST زمرہ اور معذور امیدواروں کے لیے 200 روپے فیس ہے، فیس آن لائن موڈ کے ذریعے ادا کریں مزید معلومات کے لئے، ویب سائٹ: www.sci.gov.in پر جائیں۔

16 جونیئر مترجم سمیت 136 اسامیوں کے لئے درخواست مطلوب

کول مائنز پروویڈنٹ فنڈ آرگنائزیشن نے جونیئر مترجم اور سوشل سیکیورٹی اسسٹنٹ کے 136 عہدوں پر بحالی کے لئے درخواست طلب کیا ہے، خواہشمند اور اہل امیدوار ۶ ر ستمبر ۲۰۲۴ء تک آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست کی فیس کسی بھی زمرے کے لیے نہیں ہے، اس کا انتخاب تعلیمی قابلیت کی بنیاد پر کیا جائے گا مزید معلومات کے لئے ویب سائٹ: starrating.col.gov.in/cmpfo/ پر جائیں۔

قارئین کی آراء

☆ ''میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہو'' مطبوعہ نقیب شمارہ نمبر: 29 جلد نمبر 64/74 میں پڑھا، مفتی ثناء الہدیٰ قاسمی نے آج کے دور کے بڑے بزرگوں اور نوجوانوں کے لیے اپنے اختیارات اور فرائض کو صحیح طریقے سے انجام دینے کے لیے خوبصورت انداز میں سمجھایا ہے، اللہ تعالیٰ محترم مفتی صاحب کو طویل عمر اور صحت عطا فرمائے، نیز اسی طرح کے مضمون لکھتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے، جس سے مسلم معاشرے کے لوگ فیض حاصل کر سکیں''۔

(الحاج ڈاکٹر نیاز احمد، شاہ میاں رہوا، بہار)

☆ ''وقف ایکٹ کی مجوزہ ترمیمات - اندیشے ومضمرات'' کا مطالعہ نقیب شمارہ نمبر: 31 جلد نمبر 64/74 میں کیا، جزاک اللہ خیرا کثیرا، بہت تفصیل سے واقفیت ہوئی، مزید مطالعہ کے لیے محفوظ کر لیا ہے۔

(مولانا محمد انوار اللہ فلک رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ)

☆ گڈ۔ (محفوظ یوٹیوب چینل) ماشاءاللہ بروقت (عبدالحفیظ اسلامی، حیدرآباد) اچھا تجزیہ (قاضی ارشد دربھنگہ) ماشاءاللہ حق ادا کر دیا، البتہ کتابت کی غلطی کہیں کہیں رہ گئی ہے، بقیہ مضمون شاندار اور پر مغز ہے، اہل علم کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔ **(قاضی ارشد پورنیہ)**

☆ ایک اچھا اور شاندار تجزیہ پڑھنے کو ملا، اس تفصیل سے اب تک کسی کی تحریر میری نظر سے نہیں گذری، اسے دیگر اخباروں میں چھپوائیے اور وقف ترمیمی بل واپس ہونے تک وقفہ وقفہ سے کئی بار چھپوائیے، اللہ رب العزت جزاء خیر عطا فرمائے۔ آمین **(اسلم جمشید پور)**

☆ ''وقف ایکٹ کی مجوزہ ترمیمات'' پر آپ کا مضمون پڑھا، سادہ زبان میں قانونی نکات کو آپ نے اچھے انداز سے سمجھایا ہے، اب تک جتنے لوگوں کے مضامین میری نظر سے گذرے، سب نے کنفیوزن پیدا کیا، آپ کے مضمون کے مطالعہ نے سارے کنفیوزن کو دور کر دیا، اللہ جزائے خیر عطا فرمائے، بڑا کام کر دیا۔''

(ڈاکٹر یونس حسین حکیم سابق چیرمین اقلیتی کمیشن حکومت بہار)

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

وقف بل مکمل طور پر مسترد کیا جائے اس میں کسی مصالحت کی گنجائش نہیں۔ حضرت امیر شریعت

کانگریس رکن پارلیمنٹ جناب جاوید آزاد کی امارت شرعیہ میں ملی تنظیموں کے ساتھ تبادلۂ خیال

کشن گنج کے معزز رکن پارلیمنٹ اور موجودہ وقف ترمیمی بل کے سلسلہ میں تشکیل دی گئی مشترکہ پارلیمانی کمیٹی کے ممبر جناب ڈاکٹر جاوید صاحب مورخہ ۲۹ر اگست کو امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل ولی رحمانی مدظلہ سے ملاقات کے لئے دن کے ڈھائی بجے امارت شرعیہ پہونچے، امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے اپنے رفقاء کے ساتھ امارت شرعیہ کے احاطہ میں ان کا پرتپاک استقبال کیا، اس موقع پر رکن موصوف کی حضرت امیر شریعت مدظلہ اور دیگر ملی تنظیموں کے ذمہ داران، امارت شرعیہ کے عہدہ داران اور جھارکھنڈ، بنگال و بہار کے مختلف خطہ سے تشریف لائے سینئر قضاۃ اور کانگریس کے مقامی نمائندگان کے ساتھ دیر تک خصوصی میٹنگ ہوئی، یہ وقف ترمیمی بل سے متعلق تھی، امارت شرعیہ کے رکن شوریٰ اور رحمانی تھرٹی کے سی ای او جناب انجینئر فہد رحمانی صاحب نے نہایت جامع اور مدلل انداز میں دفعہ وار بل کی خامیوں کو ممبر موصوف کے سامنے رکھا اور صاف طور پر بتایا کہ یہ بل کسی طرح بھی نہ وقف کے تحفظ کے لئے موزوں ہے اور نہ آئین کی روح کے مطابق ہے، اس سے مسلمانوں کی لاکھوں ایکڑ جائداد حکومت کے ہاتھوں کا کھلونا بن جائے گی، مسلمان ہزاروں مساجد اور قبرستان اور درگاہوں سے محروم ہو جائیں گے، اور پورا وقف کا نظام مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل جائے گا، اس لئے پورے ملک کے مسلمان بے چین ہیں اور سبھوں کی متفقہ آواز یہی ہے کہ اس بل کو واپس کرایا جائے، تفصیلات سننے کے بعد جناب ڈاکٹر جاوید آزاد صاحب نے کہا کہ ہماری پارٹی اور ہم خود اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ اس بل کا مقصد سیاسی فائدہ اٹھانا اور مسلمانوں کے اس مقدس سرمائے کو ہڑپنا ہے، میں نے پارلیمٹ میں بھی اس کے خلاف مضبوط آواز اٹھائی ہے اور جے پی سی کی پہلی میٹنگ میں بھی اس بل پر اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے سخت اعتراض جتایا ہے، انہوں نے کہا کہ جب تک مسلم تنظیموں اور وقف سے وابستہ تجربہ کار دانشوروں سے رابطہ نہیں کر لیا جاتا، ان کی رائے نہیں لے لی جاتی اور زمینی طور پر حقیقی صورت حال سے واقفیت حاصل نہیں ہو جاتی اس وقت تک پورا یقین رکھا جائیکہ ہم لوگ بل کو آگے بڑھنے نہیں دیں گے اور مرکزی حکومت کے ناپاک منصوبے کو ناکام بنانے کی آخری حد تک کوشش جاری رکھیں گے، حضرت امیر شریعت مدظلہ نے ڈاکٹر جاوید صاحب اور ان کی پارٹی کے اب تک کے موقف کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت کانگریس اپنی حلیف پارٹیوں کے ساتھ مضبوط پوزیشن میں ہے، اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ خود بھی جے پی سی کے ممبران سے رابطہ رکھیں اور ایک ایسا ماحول بنائیں کہ یہ بل منظوری کی دہلیز تک نہ پہونچ سکے، حضرت امیر شریعت نے کہا کہ یہ بل اول سے آخر تک غیر منصفانہ، متعصبانہ اور جانبدارانہ ہے، جسے صاف مسترد کرنے کی ضرورت ہے اس میں کسی پنچایت یا مصالحت کی کوئی گنجائش نہیں، جناب ڈاکٹر جاوید صاحب نے حضرت امیر شریعت مدظلہ کو یقین دلایا کہ وہ اور اس کی پارٹی ضرور اپنی ذمہ داری نبھائے گی، جناب قائم مقام ناظم صاحب نے میٹنگ میں شریک حضرات کا تعارف کرایا اور کہا کہ امارت شرعیہ بل کی پیشی سے پہلے ہی حضرت امیر شریعت مدظلہ کی ہدایت پر اس سلسلہ میں بیداری پیدا کرنے اور اوقاف کی جائداد کو قانونی طور پر پہونچنے والے نقصانات سے بچانے کے لئے بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ بنگال میں کوششوں کا سلسلہ جاری رکھے ہوئی ہے اور ان شاء اللہ حضرت امیر شریعت کی قیادت میں یہ کوششیں اس وقت تک جاری رہیں گی جب تک بل واپس نہ ہو جائے، اس میٹنگ میں ادارہ شرعیہ کے سکریٹری جناب ڈاکٹر فرید صاحب، جماعت اسلامی کے امور اوقاف کے انچارج جناب قمر وارثی صاحب، جماعت شیعہ کے ذمہ دار جناب امانت حسین صاحب، جناب پروفیسر شکیل احمد قاسمی صاحب، قاضی شریعت رانچی مفتی انور قاسمی صاحب، جناب اشرف صاحب نے بھی محترم ڈاکٹر جاوید صاحب کے سامنے بل کے متعلق اپنی آراء رکھے، میٹنگ میں مذکورہ حضرات کے علاوہ امارت شرعیہ کے ذمہ داران و کارکنان میں جناب مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، مولانا مفتی محمد سہراب ندوی، جناب مولانا مفتی سعید الرحمان قاسمی،، جناب مولانا سعود عالم قاسمی قاضی شریعت جمشید پور، جناب مولانا شاہد صاحب قاضی شریعت دھنباد، جناب مولانا ارشد رحمانی آفس سکریٹری امارت شرعیہ، جناب مولانا محمد شارق رحمانی دفتر نظامت، جناب مولانا محمد منہاج عالم ندوی امارت شرعیہ اور مقامی کانگریسی نمائندگان بھی شریک رہے۔

وقف بل کے خلاف امارت شرعیہ اور ملی تنظیموں کے ذمہ داران کا بہار کے سیاسی لیڈروں سے ملاقات کا سلسلہ جاری

وقف ترمیمی بل کو واپس لینے کے لئے پوری قوت لگادوں گا: پپو یادو - اطمینان رہیں ہم لوگ انصاف کے لئے ڈٹے رہیں گے: للن سنگھ - ہم لوگ مضبوط حوصلہ کے ساتھ اس بات کے لئے تیار ہیں کہ اس بل کو مسترد کرانا ہے: اکھلیش سنگھ

مسلم تنظیموں کے ذریعہ وقف ایکٹ میں مجوزہ ترمیمات کو واپس لینے اور 1995ء کے ایکٹ کو باقی رکھنے کی تحریک کے درمیان ۲۳ر اگست کو معروف سیاسی لیڈر جن ادھیکار پارٹی کے صدر، پورنیہ کے ممبر پارلیامنٹ جناب راجیش رنجن عرف پپو یادو قافلہ کے ساتھ امارت شرعیہ آئے، اس موقع سے ملی تنظیموں کے ذمہ داروں نے وقف ترمیمی بل پر ان سے تفصیلی گفتگو کی، انجینئر فہد صاحب رکن مجلس شوری امارت شرعیہ نے اس بل سے مسلمانوں کو ہونے والے مضر اثرات سے واقف کرایا، رکن پارلیامنٹ راجیش رنجن عرف پپو یادو نے اس بل سے متعلق سیاسی پارٹیوں کے بالخصوص بھاجپا کے نظریات پر کھل کر گفتگو کی اور تنظیم کے ذمہ داروں کو یقین دلایا کہ ہم پوری طاقت اور توانائی لگا کر حکومت کو مجبور کریں گے کہ وہ وقف ترمیمی بل واپس لے، اس ملاقات میں امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی، قاضی انظار عالم قاسمی قاضی شریعت امارت شرعیہ و رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ و رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ، مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ اور دفتر کے ذمہ داروں کے ساتھ آل انڈیا مومن کانفرنس کے نائب صدر مولانا ابوالکلام قاسمی شمسی، مولانا محمد ناظم صاحب ناظم جمعیت علماء بہار، ڈاکٹر انوار الہدی ناظم شعبۂ نشر و اشاعت جمعیۃ علماء بہار، جماعت اسلامی کے نمائندہ جناب شوکت صاحب، جناب ضیاء القمر، جناب ڈاکٹر یونس حکیم سابق چیئر مین اقلیتی کمیشن بہار وغیر شریک ہوئے، وفد نے مورخہ 26 اگست کو جدیو کے مرکزی وزیر جناب للن سنگھ صاحب سے جدیو کے دفتر واقع پٹنہ میں ملاقات کی، اس موقع پر جناب وجئے کمار چودھری، جناب منیش ورما اور اقلیتی فلاح کے وزیر جناب زماں خاں صاحب بھی موجود تھے، وفد کی طرف سے ترجمانی کرتے ہوئے امارت شرعیہ کے رکن شوریٰ، رحمانی تھرٹی کے سی ای او جناب انجینئر فہد رحمانی صاحب نے وزیر موصوف کے سامنے ترمیمی بل کی خامیوں، اس کے نقصانات اور ملک کے آئین سے اس کے براہ راست تصادم کو بڑی وضاحت کے ساتھ ترتیب وار رکھا، وزیر موصوف نے توجہ سے باتوں کو سنا اور اس پر غور کرنے کے احساس کا اظہار کیا، وفد کی طرف سے ضروری باتیں پیش کرنے کے بعد واضح طور سے یہ مطالبہ دہرایا گیا کہ یہ ترمیمی بل دہرے معیار پر مبنی آئین کی روح کے خلاف ایک خاص طبقہ کو مذہبی اعتبار سے نقصان پہونچانے والا اور اوقاف کی لاکھوں ایکڑ جائداد کو تباہ کرنے کے منصوبہ کا حصہ ہے، یہ پورا کا پورا بل خامیوں پر مبنی ہیں جو کسی طرح بھی مسلمانوں کو قابل قبول نہیں ہے، اس لئے اس بل کو واپس کرایا جائے اور جدیو جیسی سیکولر پارٹی اس سلسلہ میں اپنا مؤثر کردار نبھائے، وفد نے یہ بھی صاف کردیا کہ وقف کے سلسلہ میں 1995 کا ایکٹ کافی ہے، اور اگر اوقاف کے سلسلہ میں حکومت کی نیت صاف ہے تو اوقاف کے لئے اس ترمیم بل کی کوئی ضرورت نہیں ہے، یہ بل اس طرح خامیوں سے بھرپور ہے کہ اس میں کسی طرح کے سمجھوتہ کی بھی راہ باقی نہیں ہے۔ اس موقع پر وفد کی طرف سے وزیر موصوف کو ایک تفصیلی میمورنڈم بھی پیش کیا گیا۔ واضح رہے کہ مرکزی وزیر جناب للن سنگھ صاحب سے وفد کی یہ ملاقات دو پس منظر میں کی گئی، ایک تو جدیو کے اعلیٰ کمان کی طرف سے یہ بات کہی گئی کہ وزیر موصوف کو بھی وہ میمورنڈم پیش کردیا جائے جس میں وقف ترمیمی بل کے شقوں کا جائزہ لے کر اس کی خامیوں کو اجاگر کرتے ہوئے مضبوط طریقے پر بل کی واپسی کا مطالبہ کیا گیا ہے، تاکہ مرکزی وزیر کے سامنے بھی خامیوں کے تمام پہلو واضح رہیں، دوسرے یہ کہ وزیر موصوف نے پارلیامنٹ میں ترمیمی وقف بل کی حمایت میں جو بیان دیا تھا اس سے بھی اندازہ ہوا تھا کہ شاید ان کے سامنے بل کی خامیوں کے تمام پہلو صاف نہیں ہیں، اس لئے ان سے ملاقات کر کے اپنی باتیں رکھنا اور بل کی واپسی کے تعلق سے میمورنڈم پیش کرنا ضروری سمجھا گیا، ملاقات کے وقت موجود جدیو کے تمام نمائندگان نے اس بات کو دہرایا کہ وزیر اعلیٰ محترم نتیش کمار صاحب ہمیشہ انصاف کے ساتھ کھڑے رہے ہیں، اطمینان رکھا جائے کہ اس موقع پر بھی محترم وزیر اعلیٰ ”جیسا کہ خود انہوں نے پہلے یقینی دہانی کرائی ہے“ اور پارٹی کے دوسرے مرکزی وصوبائی نمائندگان بھی اس معاملہ میں انصاف کی راہ پر ڈٹے رہیں گے، اسی طرح وفد نے مورخہ 28ر اگست کو کانگریس کے ریاستی صدر جناب اکھلیس سنگھ سے ان کی رہائش گاہ واقع پٹنہ میں ملاقات کی، شریک وفد جناب فہد رحمانی صاحب رکن شوریٰ امارت شرعیہ نے وقف ترمیمی بل 2024 کے اندر موجود خامیوں، اس کے منفی اثرات، اس کے ذریعہ ہونے والی بنیادی حقوق کی پامالی اور آئین ہند کی سراسر خلاف ورزی کے ہر پہلو کو پوری وضاحت کے ساتھ صدر موصوف کے سامنے رکھا اور کہا کہ وقف کے سلسلہ میں ایکٹ 1995 جو کانگریس کے دور حکومت میں بنا وہ وقف کی حیثیت اور اس کی مذہبی و آئینی روح کی حفاظت کے لئے کافی ہے، موجودہ ترمیمی بل جو مکمل طور پر خامیوں کا مجموعہ ہے، اس کی کسی طرح بھی کوئی ضرورت نہیں ہے، یہ بل ایک خاص نظریہ کے تحت مسلمانوں کے اس مقدس سرمائے کو تباہ و برباد کرنے کے لئے سازش کے طور پر لایا گیا ہے، اگر یہ بل پاس ہوتا ہے تو اوقاف کی جائداد نہ صرف ہمیشہ کے لئے ناجائز قبضوں، حکومت کی تحویلوں میں چلی جائے گی؛ بلکہ سیکڑوں سال سے جو جائداد قبرستانوں، امام باڑوں، درگاہوں اور مساجد کی حیثیت سے پہچانی جاتی ہیں اس کا وجود بھی ختم ہو جائے گا، اس لئے اس بل کے سلسلہ میں پورے ملک کے مسلمان بے چین ہیں اور اسی بے چینی کے احساس کے ساتھ مسلم تنظیموں کا یہ وفد آپ سے ملاقات کے لئے پہونچا ہے، چونکہ کانگریس اور اس کی حلیف پارٹیاں پارلیامنٹ میں مضبوط حیثیت رکھتی ہیں اور جے پی سی میں ان کے ممبران بھی شامل ہیں، اس لئے وفد کا آپ سے پرزور مطالبہ ہے کہ بحیثیت کانگریس ریاستی صدر بہار اور رکن پارلیامنٹ کی حیثیت سے اس معاملہ میں پوری دلچسپی لے کر اس بل کو مسترد کرانے میں مؤثر کردار نبھائیں، اس موقع پر وفد نے بل کی خامیوں پر مشتمل ایک تفصیلی میمورنڈم بھی صدر موصوف کو پیش کیا، صدر موصوف نے پوری توجہ کے ساتھ وفد کی باتوں کو سنا اور پوری قوت کے ساتھ اس بات کا اطمینان دلایا کہ کانگریس کے نیتا جناب راہل گاندھی اور کانگریس کی دیگر حلیف پارٹیوں کے ذمہ داران نے پارلیامنٹ میں بھی اس بل کی مخالفت کی اور اسی کے نتیجہ میں یہ بل جے پی سی کے حوالہ ہوا اور ابھی بھی ہم لوگ مضبوط حوصلہ کے ساتھ اس بات کے لئے تیار ہیں کہ اس بل کو مسترد کرانا ہے اور اس کو ہر حال میں ایکٹ بننے دینے سے روکنا ہے، وفد نے محترم صدر کی یقین دہانی پر اطمینان کا اظہار کیا، اس میٹنگ میں کانگریس صدر صاحب کے علاوہ کانگریس رہنما جناب شکیل احمد خاں صاحب اور جناب منت اللہ رحمانی صاحب وغیرہ بھی موجود تھے۔

Scanned with CamScanner

تحفظ اوقاف کی تحریک کے ساتھ امارت شرعیہ کا وفد مغربی بنگال کے دورہ پر

مختلف مقامات پر اہم شخصیات سے میٹنگوں اور سیاسی قائدین سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری

امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی رہنمائی میں ملکی سطح کے علاوہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ اور بنگال میں وقف ترمیمی بل 2024 کو منظوری سے روکنے اور عوام وخواص کے اندر اوقاف کے رجسٹریشن اور تحفظ کے سلسلہ میں بیداری پیدا کرنے کی تحریک پوری مضبوطی کے ساتھ جاری ہے، بہار میں دو بڑی کانفرنسوں کے انعقاد کی تیاری کے ساتھ مختلف سیاسی جماعتوں، جے پی سی کے ممبران اور بااثر شخصیات سے ملاقاتیں ہورہی ہیں، اس سلسلہ میں امارت شرعیہ کے ایک وفد نے جھارکھنڈ کے مختلف اہم شہروں میں پہونچ کر خواص کو بیدار کرنے کے ساتھ جھارکھنڈ کے اعلیٰ عہدہ داران سے ملاقات کی ترتیب بھی بنائی جارہی ہے اور ابھی اسی تعلق سے امارت شرعیہ کا ایک مؤقر وفد قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب کی قیادت میں بنگال کے دورہ پر ہے، اس وقت شہر کولکاتا میں خصوصی اجلاس کے انعقاد کے ساتھ اہم شخصیات سے ملاقاتیں ہورہی ہیں، اسی مناسبت سے 26 اگست بعد نماز مغرب شہر کلکتہ کے آئی ووری اِن ہوٹل پارک سرکش کے کانفرنس ہال میں ایک خصوصی راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کا انعقاد زیر صدارت جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب قائم مقام ناظم امارت شرعیہ ہوا، اس اجلاس میں شہر کے معززین، علماء، ائمہ کی بڑی تعداد سمیت کئی اہم تعلیمی، سماجی اور سیاسی شخصیات نے شرکت کی، خاص طور سے حکومت بنگال کے کئی وزراء، اوقاف کمیٹی کے ذمہ داران اور مائنوریٹی کمیشن کے چیرمین، یونیورسیٹیوں کے لیکچرار اور پروفیسرس حضرات اور ماہرین قانون شخصیات نے شرکت کی اور اظہار خیال کیا، اجلاس میں اپنی صدارتی گفتگو کرتے ہوئے جناب قائم مقام ناظم صاحب نے وقف ترمیمی بل کے مضمرات ونقصانات اور وقف کے نظام پر پڑنے والے اس کے منفی اثرات پر روشنی ڈالی اور واضح طور پر بتایا کہ اس وقت حکومت نہایت چالاکی اور عیاری کے ساتھ ہمارے دو نظام پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے برسرپیکار ہے، ایک اوقاف اور دوسرے دینی مدارس، چنانچہ ان دونوں دینی نظام کو لاحق خطرات کے پیش نظر امارت شرعیہ کے امیر شریعت کی ہدایت پر امارت شرعیہ کی طرف سے بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ وبنگال میں دونوں اہم معاملے کے تعلق سے بیداری پیدا کرنے اور وقف ترمیمی بل کو منظوری سے روکنے کے لئے تحریک جاری ہے اور مزید مضبوط لائحہ عمل طے کرنے کے لئے 15 ستمبر کو تحفظ اوقاف اور تحفظ مدارس کے عنوان سے چار ریاستوں کے خواص پر مشتمل بڑا اجلاس شہر پٹنہ میں منعقد ہونے جارہا ہے، اس سلسلہ میں وفد نے ۲۷ر اگست کو ترنمول کانگریس پارٹی کی طرف سے جے پی سی کے ممبر اور بے باک سیاسی رکن پارلیامنٹ جناب کلیان بنرجی اور ترنمول کانگریس کے قد آور رہنما، ممبر پارلیامنٹ اور جے پی سی کے ممبر جناب ندیم احمد صاحب سے کلکتہ واقع ان کے دفتر میں ملاقات کی، ان لوگوں نے وفد کا پرتپاک استقبال کیا، وفد کی طرف سے میمورنڈم پیش کیا گیا اور زبانی طور پر وقف ترمیمی بل کی خامیوں، آئین سے اس کے ٹکراؤ اور اوقاف کی مقدس جائداد پر حکومت کی بدنیتی کے ہر پہلو کو بہتر طور پر ان کے سامنے رکھا گیا، جناب کلیان بنرجی صاحب نے یقین دہانی کرائی کہ ان کی پارٹی اور ان کی پارٹی کی مکھیا محترمہ ممتا بنرجی صاحبہ ہمیشہ اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت اور آئین کی رکھوالی کے لئے کھڑی رہی ہیں، آپ سب اطمینان رکھیں، اس موقع پر بھی اس خطرناک بل کو روکنے اور اوقاف کی مقدس جائداد کی مذہبی روح کی حفاظت کرنے کی پوری کوشش کی جائے گی، میٹنگ میں علماء، ائمہ اور بااثر شخصیات کے علاوہ بنگال کے وزراء میں جناب فرہاد حکیم صاحب، جناب جاوید احمد خاں، جناب حسن عمران صاحب، وقف بورڈ کے سی ای او جناب احسان علی صاحب، چیرمین جناب سعید اللہ منشی صاحب سمیت ایڈوکیٹ طارق نسیم صاحب، عالیہ یونیورسیٹی کے پروفیسر کمال اشرف صاحب، قاضی شریعت فیرس لین مولانا ضمیر الدین صاحب، قاضی شریعت توپسیا قاضی فلاح الدین صاحب، قاضی شریعت تیلنی پاڑہ مولانا منصف صاحب ومولانا اکبر حسین مظاہری صاحب وغیرہ نے شرکت کی، پروگرام کے انتظام وانصرام اور اسے کامیاب بنانے میں حضرت مولانا قاری محمد شفیق صاحب امام وخطیب جامع مسجد ناخدا کولکاتا اور معروف تاجر الحاج جناب شہود عالم صاحب نے نمایاں رول ادا کیا، حضرت مولانا محمد شفیق عالم قاسمی صاحب نے پروگرام کی نظامت بہتر طور پر انجام دی، انتظام وانصرام کو بہتر بنانے پر وفد امارت شرعیہ نے ان کی پوری ٹیم بشمول قاضی شریعت شکریہ ادا کیا اور دعائیں دیں۔

امارت شرعیہ کا ایک دوسرا وفد صدر مفتی امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی صاحب کی قیادت میں کولکاتا کے مختلف علاقوں کے دورہ پر ہے، مفتی صاحب نے ۲۸ر اگست کو کولکاتا میں خضر پور کی مشہور ومعروف مسجد اسماعیل میں عوام الناس کو خطاب کرتے ہوئے ان کو اوقاف کے احکام سے روشناس کرایا پھر وقف ترمیمی بل 2024 میں پیدا ہونے والی خرابیاں اور اس کے نقصانات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مجوزہ وقف ترمیمی بل دستور ہند اور شریعت کے خلاف ہے، کیونکہ اس بل میں واقف کے منشا کا بالکل بھی خیال نہیں رکھا گیا ہے۔ شریعت مطہرہ کی رو سے وقف کی جائداد کو واقف کے منشا کے خلاف استعمال کر ہی نہیں سکتے، جب کسی چیز کو ایک مرتبہ وقف کر دیا جائے تو اس چیز کو نہ ہی بیچ سکتے ہیں، نہ ہبہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی اس میں وراثت جاری کر سکتے ہیں نیز مفتی صاحب نے اوقاف کی جائداد کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے یہ بھی فرمایا کہ جتنی جلدی ہو سکے وقف کی جائداد کو رجسٹر نمبر دو میں اندراج کر دیں، اجلاس کی نظامت قاضی شریعت جناب مفتی محمد ضمیر الدین قاسمی صاحب نے انجام دیا۔ مجلس میں علاقہ کے قاضی مفتی محمد اکبر قاسمی نائب قاضی شریعت دار القضاء امارت شرعیہ ملت نگر توپسیا کولکاتا، مفتی محمد منصف قاسمی قاضی شریعت دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ عربیہ حنفیہ قاسم العلوم تیلنی پاڑہ ضلع ہگلی اور علاقہ کے ائمہ وعلماء کی بڑی تعداد شریک تھی۔

امارت شرعیہ کے زیر اہتمام ۱۵ر ستمبر ۲۰۲۴ کو تحفظ اوقاف کانفرنس کے تعلق سے دربھنگہ کے مختلف مقامات پر میٹنگوں کا سلسلہ جاری

اوقاف کے تعلق سے حکومت کی جانب سے پیش کیا گیا بل انتہائی خطرناک۔ احمد حسین قاسمی-اگر ہم لوگ اپنے قائدین کے ساتھ کھڑے رہے تو حکومت کو وقف ترمیمی بل واپس لینا ہوگا۔ ارشد رحمانی

اس ملک کا دستور وآئین جمہوری وسیکولر ہے؛ جو یہاں کی دوسری اقلیتوں کے ساتھ مسلمانوں کو بھی ان کے دین ومذہب کے مطابق عمل کرنے کی پوری آزادی فراہم کرتا ہے، اس کے پیش نظر مسلمان یہاں سالہا سال سے اپنے مذہبی وشرعی معاملات کو اپنے مذہب کے مطابق انجام دیتے آئے ہیں مگر ادھر چند سالوں سے جب سے موجودہ حکومت اقتدار میں آئی ہے وہ اپنے سیاسی مفادات کے حصول کے لیے خاص کر مسلمانوں کے خلاف ایک کے بعد ایک متنازع مسئلہ کھڑا کر رہی ہے؛ تاکہ اس کے ذریعے حکومت ایک جانب اپنے خاص طبقے کا اعتماد حاصل کیے رہے اور دوسری جانب ملت کو نئے نئے ایشوز کے ذریعے الجھائے رکھے؛ جو کہ سراسر غیر آئینی اور اس کے نفرت پر مبنی رویے کا پتہ دیتا ہے، اسی کا ایک نمونہ ان دنوں مرکزی حکومت کی جانب سے وقف ترمیمی بل 2024 ہے؛ جس کے ذریعہ وقف بورڈ کے قانون میں حکومت ایسی تبدیلی اور ترمیمات کرنا چاہ رہی ہے جس سے اوقاف کی شرعی حیثیت بالکل ختم ہو کر رہ جائے گی اور مسلمان اپنے وقف کردہ جائیداد اور خیراتی املاک سے محروم ہو جائیں گے، حالانکہ یہ بات مسلمانوں کے پرسنل لاء میں بالکل واضح ہے کہ وقف کی تمام جائیداد وقف کرنے والے کی نیت وارادے کے مطابق ہی استعمال کی جا سکتی ہیں، اس کے خلاف وقف کی املاک کا استعمال اسلامی شریعت میں جائز نہیں، موجودہ بل میں تنازع کی صورت میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو اوقاف کی جائیداد کی ملکیت سے متعلق فیصلہ کرنے کا حق دینا سراسر اسلامی قانون کے خلاف ہے، اسی طرح اس بل میں وقف کرنے والے شخص کے لیے ایمان کے بعد پانچ سال کی شرط لگانا اسلامی نقطۂ نظر کے یکسر خلاف ہے، دوسری طرف اسی ملک میں دوسری اقلیتوں کے یہاں مذہبی املاک سے متعلق ایسے قوانین نہیں بنائے گئے ہیں تو پھر مسلمانوں کے خلاف ایسا اقدام کرنا ملک کے بھائی چارہ وسالمیت کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے مذکورہ باتیں امارت شرعیہ کے معاون ناظم جناب مولانا احمد حسین قاسمی نے کہیں، مولانا موصوف اس وقت امارت شرعیہ کے زیر اہتمام باپو سبھا گار ہال نزد گاندھی میدان پٹنہ میں ہونے والے ۱۵ر ستمبر کو تحفظ اوقاف کانفرنس اور المعہد العالی ہال امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں ہونے والے مدارس کنونشن کو کامیاب بنانے اور اس سلسلہ میں لوگوں کے اندر بیداری پیدا کرنے کے لئے دربھنگہ کے دورہ پر ہیں، موصوف نے مذکورہ باتیں ۲۹ر اگست کو مدرسہ رحمانیہ سوپول میں دربھنگہ کے چھ بلاک بیرول، کرت پور، کوشیشور استھان پوربی، کوشیشور استھان پچھمی، گوڑا بورام اور منی گاچھی کے صدر وسکریٹری کے ساتھ مشاورتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا، اس میٹنگ میں جناب ڈاکٹر افتخار صاحب، سکریٹری بیرول، جناب مولانا شہاب الدین ندوی، اظہری صاحب قائم مقام مہتمم مدرسہ رحمانیہ سوپول، جناب مولانا ومفتی توحید صاحب مظاہری نائب مہتمم مدرسہ رحمانیہ سوپول، دربھنگہ، جناب مولانا ومفتی محب اللہ قاسمی نائب مہتمم مدرسہ رحمانیہ سوپول، جناب مولانا ومفتی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب ناظم تعلیمات مدرسہ رحمانیہ سوپول، جناب مولانا عمر فاروق صاحب صدر کرت پور، جناب مولانا پھول حسن صاحب منی صدر منی گاچھی، جناب مولانا مسعود عالم صاحب برداہا سکریٹری گورا بورام، حافظ غلام مصطفےٰ صاحب کوشیشور استھان پوربی، حافظ بدر الحق صاحب کوشیشور استھان پچھمی، جناب مولانا نور الاسلام صاحب گیاری، حافظ جہانگیر صاحب امام چھوٹی مسجد بلیا، مولانا جلال الدین ندوی امام جامع مسجد بھدول، مولانا رضوان صاحب امام مسجد بلال بھدول، مولانا فاروق صاحب بلہا، کے علاوہ علاقہ کے ائمہ اور دانشوران نے کثیر تعداد میں شرکت کی اور مذکورہ کانفرنس کو کامیاب بنانے کی یقین دہانی کرائی، اخیر میں صدر محترم کی دعاء پر مجلس اختتام پذیر ہوا۔

اس سلسلہ میں دوسری نشست نورانی مسجد جھگڑوا کرتپور بلاک دربھنگہ میں ہوئی، اس پروگرام میں امارت شرعیہ کے معاون ناظم مولانا احمد حسین قاسمی مدنی اور دار القضاء امارت شرعیہ مہدولی دربھنگہ کے قاضی شریعت مفتی ارشد علی رحمانی صاحب نے وقف کی شرعی حیثیت، اوقاف کی اہمیت وافادیت اور اوقاف ترمیمی بل 2024ء کے مضر پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے لوگوں کو اس کی خطرناکی سے واقف کرایا، اور لوگوں سے اپیل کی کہ علاقہ کے علماء وذمہ داران 15 /ستمبر 2024ء کو باپو سبھا گار نزد گاندھی میدان پٹنہ کے تحفظ اوقاف کانفرنس میں شرکت فرمائیں، الحمدللہ لوگوں نے پرجوش انداز میں امارت شرعیہ کے ساتھ اس کی آواز پر لبیک کہنے کا عزم کیا، مدرسہ اسلامیہ پالی گھنشیام پور دربھنگہ میں بھی ایک اہم بیداری نشست منعقد ہوئی جس میں امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے معاون ناظم مولانا احمد حسین قاسمی مدنی اور دار القضاء امارت شرعیہ مہدولی دربھنگہ کے قاضی شریعت مفتی ارشد علی رحمانی صاحب نے بحیثیت مہمان خصوصی شرکت کی، مہمان خصوصی نے وقف کی شرعی حیثیت، اس کی اہمیت وافادیت پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے اوقاف ترمیمی بل 2024ء کے نقصانات سے بھی لوگوں کو آگاہ کیا اور کانفرنس میں شرکت کے لیے افراد کی ذہن سازی کی، اس نشست میں امارت شرعیہ کے مبلغ مولانا محمد شعیب عالم قاسمی، تنظیم امارت شرعیہ گھنشیام پور بلاک کے صدر مفتی محمد نظر الباری ندوی اور بلاک کے سکریٹری مولانا مسعود احمد قاسمی نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے امارت شرعیہ کی تحریک کو کامیاب بنانے کی یقین دہانی کرائی، نشست میں علاقہ کے علماء ائمہ ودانشوران نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

Scanned with CamScanner

اے انسان! تجھے اپنے اوپر ترس کھانا چاہئے

امام غزالیؒ

اے نفس ذرا انصاف کر! اگر ایک یہودی تجھ سے کہہ دیتا ہے کہ فلاں لذیذ کھانا تیرے لئے مضر ہے تو تو صبر کرتا ہے اور اسے چھوڑ دیتا ہے اور اس کی خاطر تکلیف اٹھاتا ہے تو کیا انبیاء کا قول جن کو معجزات کی تائید حاصل ہوتی ہے اور فرمان الٰہی اور صحف سماوی کا مضمون تیرے لئے اس سے بھی کم اثر رکھتا ہے، جتنا کہ اس یہودی کا ایک قیاس و اندازہ عقل کی کمی اور علم کی کمی اور کوتاہی کے ساتھ تعجب ہے، اگر ایک بچہ کہتا ہے کہ تیرے کپڑوں میں بچھو ہے تو بغیر دلیل طلب کئے اور سوچ سمجھے اپنے کپڑے اتار پھینکتا ہے، کیا انبیاء، علماء، اور حکماء کی متفقہ بات تیرے نزدیک اس بچہ کی بات سے بھی کم وقعت رکھتی ہے؟ یا جہنم کی آگ، اس کی بیڑیاں، اس کے گرز، اس کا عذاب، اس کا زقوم، اور اس کے آنکڑے، اس کے سانپ بچھو اور زہریلی چیزیں تیرے لئے، ایک بچھو سے بھی کم تکلیف دہ ہیں؟ جس کی تکلیف زیادہ سے زیادہ ایک دن یا اس سے کم رہتی ہے، یہ عقلمندوں کا شیوہ نہیں، اگر کہیں بہائم کو تیری حالت کا علم ہو جائے وہ تجھ پر ہنسیں اور تیری دانائی کا مذاق اڑائیں، پس اگر اے نفس! تجھ کو یہ سب چیزیں معلوم ہیں اور ان پر تیرا ایمان ہے تو کیا بات ہے کہ تو عمل میں تساہل اور ٹال مٹول سے کام لیتا ہے حالاں کہ موت مکیں گاہ پر منتظر ہے کہ وہ بغیر مہلت کے تجھے اچک لیجائے اور فرض کر تجھے سو برس کی مہلت بھی مل گئی ہے تو تیرا خیال ہے کہ جس کو ایک گھائی طے کرنی ہے اور وہ اس گھائی کے نشیب میں اطمینان سے اپنے جانور کو کھلا رہا ہے وہ کبھی اس گھائی کو طے کر سکے گا؟ اگر تو یہ گمان رکھتا ہے، تو تو کس قدر نادان ہے ایسے شخص کے بارے میں تیری کیا رائے ہے، جو علم حاصل کرنے کی غرض سے پردیس کا سفر کرتا ہے، اور وہاں کئی سال بے کاری اور تعطل میں گزار دیتا ہے اس خیال سے کہ وطن کی واپسی کے سال علم حاصل کر لے گا، تو اس کی عقل پر ہنستا ہے اور اس کے اس وہم کا مذاق اڑاتا ہے کہ علم و تفقہ اتنی قلیل مدت میں حاصل ہو جائے گا، یا قضا کا منصب بغیر علم و تفقہ کے توکل کی برکت سے ہاتھ آجائے گا، پھر اگر مان بھی لیا جائے کہ آخر عمر کی کوشش مفید ہوتی ہے، اور بلند درجات تک لے جاتی ہے تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہی آج کا دن تیری عمر کا آخری دن ہو تو اس دن تو اس کام میں مشغول کیوں نہیں ہوتا، اگر اللہ تعالیٰ نے تجھے بتلا بھی دیا ہے کہ تجھے مہلت دے دی گئی ہے تو پھر بھی عجلت کرنے سے کیا چیز مانع ہے، اور آج کل کرنے کی کیا وجہ ہے، یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ تجھے اپنی خواہشات نفس کی مخالفت مشکل معلوم ہوتی ہے، کیونکہ اس میں محنت و مشقت ہے کیا تو اس دن کا منتظر ہے جب خواہشات کی مخالفت تیرے لئے آسان ہو جائے گی، ایسا دن تو اللہ تعالیٰ نے مطلق پیدا ہی نہیں کیا، اور نہ پیدا کرے گا، جنت ہمیشہ ناگواریوں اور مکارہ سے گھری رہے گی، اور مکارہ کبھی نفس کے لئے آسان نہیں ہو سکتے، ایسا ہونا محال ہے، کتنا ایسا ہوتا ہے کہ تو کہتا ہے کہ کل سے یہ کام کریں گے، تجھے معلوم نہیں کہ وہ کل آچکی ہے، وہ گذشتہ دن کے حکم میں ہے، جو کام آج انجام نہیں دے سکا کل اس کا انجام دینا تیرے لئے اور بھی مشکل ہے، اس لئے کہ شہوت کی مثال ایک تناور درخت کی ہے جس کو اکھاڑنا آدمی اپنا فرض سمجھتا ہے، اگر کوئی اس کے اکھاڑنے سے عاجز ہو گیا اور اس نے اس کو کل پر رکھا، تو اس کی مثال اس نوجوان کی سی ہے جس سے ایک درخت اکھاڑا نہیں گیا، اور اس نے اس کام کو دوسرے سال کے لئے ملتوی کر دیا وہ جانتا تھا کہ جتنا زیادہ زمانہ گزرے گا درخت مستحکم اور اس کی جڑیں مضبوط اور وسیع ہو جائیں گی، اور اکھاڑنے والے کی کمزوری اور ضعف میں اضافہ ہوگا، ظاہر ہے کہ جس کو شباب میں نہیں اکھاڑ سکا، اس کو بڑھاپے میں کیا اکھاڑے گا، بڑھاپے کی ورزش اور محنت بہت تکلیف دہ ہوتی ہے، بھیڑیے کی تربیت و اصلاح ایک عذاب ہے، سرسبز شاخ لچک رکھتی ہے، اور جھکائی جا سکتی ہے، جب سوکھ جائے گی اور ایک زمانہ گذر جائے گا تو اس کا موڑنا ناممکن ہو جائے گا، پس اگر اے نفس تو ان حقائق پر ایمان نہیں رکھتا اور سہل انگاری سے کام لیتا ہے تو تجھے کیا ہو گیا ہے کہ حکمت و دانش کا دعویدار ہے اس سے بڑھ کر حماقت اور کیا ہو سکتی ہے، غالباً تو یہ کہے کہ استقامت سے روکنے والی چیز شہوت پرستی اور آلام و مصائب پر بے صبری ہے، اگر یہی بات ہے تو تیری عبادت کتنی بڑھی ہوئی ہے اور تیرا عذر کتنا لنگ ہے اگر تو اپنے قول میں سچا ہے تو ایسی لذت کیوں نہیں تلاش کرتا جو تمام کدورتوں اور آلائشوں سے پاک ہے، اور ابد الآباد تک کے لئے ہو اور یہ نعمت جنت ہی میں حاصل ہو سکتی ہے، اگر تو خواہشات کا حریص ہے اور تجھے لذت ہی عزیز ہے تو ان کی خاطر بھی تجھے نفس کی وقتی خواہشات کی مخالفت کرنی چاہئے، اس لئے کہ بسا اوقات ایک لقمہ کئی لقموں سے محروم کر دیتا ہے، تیرا کیا خیال ہے اس مریض کے بارے میں جس کو طبیب نے صرف تین روز کے لئے ٹھنڈے پانی سے پرہیز بتایا ہوتا کہ وہ صحت حاصل کر سکے، پھر زندگی بھر ٹھنڈا پانی کا لطف اٹھائے، اس نے اس کو خبردار کر دیا ہو کہ ٹھنڈا پانی اس حالت میں اس کے لئے سخت مضر ہے، اگر اس نے بد پرہیزی کی تو زندگی بھر اس ٹھنڈے پانی سے اس کو ہاتھ دھو لینا پڑے گا، اس وقت سچ سچ بتا عقل کا تقاضا کیا ہے؟ کیا اس کو تین دن صبر کر لینا چاہئے تا کہ زندگی آرام سے گزرے یا اپنی خواہش پوری کر لینی چاہئے، پھر تین سو دن یا تین ہزار دن برابر اس نعمت سے محروم رہے؟ تین دن کی کبھی پوری عمر کے مقابلہ میں وہ حقیقت نہیں جو تیری پوری عمر کی ابد آلا باد کی زندگی کے مقابلہ میں ہے (جو اہل جنت اور اہل جہنم کی مدت ہے) کیا تو کہہ سکتا ہے کہ خواہشات نفسانی کے ضبط کرنے کی تکلیف، طبقات جہنم میں عذاب نار سے زیادہ سخت اور طویل ہے؟ جو شخص ایک معمولی تکلیف بھی نہیں برداشت کر سکتا وہ عذاب الٰہی کو کیسے برداشت کر سکتا ہے!

میں دیکھتا ہوں کہ تو دو وجہ سے اپنے نفس کو ڈھیل دیتا ہے، ایک کفر مخفی اور ایک صریح حماقت، کفر خفی یہ ہے کہ یوم حساب پر تیرا ایمان کمزور ہے، اور ثواب و عقاب سے تو ناواقف ہے، اور صریح حماقت اللہ تعالیٰ کی تدبیر مخفی اور اس کے استدراج کا خیال کئے بغیر اس کے عفو و کرم پر اعتماد ہے، اس کے باوجود کہ تو روٹی کے ایک ٹکڑے، غلہ کے ایک دانے اور زبان سے نکلے ہوئے ایک کلمہ کے لئے خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا، بلکہ اس کے حصول کے لئے ہزار جتن کرتا ہے اور اسی جہالت کی وجہ سے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مصداق ہے کہ ہوشیار وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد زندگی کے لئے عمل کرے اور احمق وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشات کے پیچھے لگا دے اور اللہ پر آرزو میں باندھتا رہے افسوس اے نفس! تجھ کو زندگی کے دام ہمرنگ زمین سے ہوشیار رہنا چاہئے تھا اور شیطان سے فریب نہیں کھانا چاہئے تھا، تجھے اپنے اوپر ترس کھانا چاہئے تجھے اپنی ہی فکر کا حکم دیا گیا ہے دیکھ تو اوقات ضائع نہ کر، تیرے پاس گئی چنی سانسیں ہیں، اگر تیری ایک سانس بھی ضائع ہو گئی تو گویا تیرے سرمایہ کا ایک حصہ ضائع ہو گیا، پس غنیمت سمجھ صحت کو مرض سے پہلے، فراغت کو مصروفیت سے پہلے، دولت کو غربت سے پہلے، شباب کو ضعیفی سے پہلے، زندگی کو ہلاکت سے پہلے اور آخرت کے لئے تیاری کر، اسی لحاظ سے جتنا تجھے وہاں رہنا ہے، اے نفس کیا جب موسم سرما سر پر آجاتا ہے، تو اس پوری مدت کے لئے تو تیاری نہیں کرتا، خوراک کا ذخیرہ لباس کی ضروری مقدار اور ایندھن کا ایک ڈھیر جمع نہیں کر لیتا، تو تمام ضروری سامان جاڑے کا مہیا کر لیتا ہے، اور اس پر بھروسہ نہیں رہتا کہ لبادا، جڑاول، اور ایندھن کے بغیر جاڑا گذار دے گا، اور تجھ میں اس کی طاقت ہی کیا ہے؟، کیا تیرا گمان ہے کہ جہنم کی زمہریر جاڑوں کی سخت سردی سے کم ہے۔ ہرگز نہیں اور اس کا کوئی امکان نہیں کہ شدت و برودت میں ان دونوں کے درمیان کوئی تناسب نہیں، کیا تو سمجھتا ہے کہ تو بغیر سعی کے اس سے نجات حاصل کر لے گا جیسے کہ سردی بغیر اونی کپڑے لبادہ، آگ اور اسی طرح کی دوسری چیزوں کے بغیر نہیں جاتی، اسی طرح دوزخ کی گرمی اور سردی توحید کے قلعہ اور طاعت کے خندق کے بغیر نہیں جا سکتی، اور اللہ تعالیٰ کا یہ کرم ہے کہ اس نے تجھے اس کی حفاظت کی تدابیر سے آگاہ کر دیا ہے اور اسباب آسان کر دیئے ہیں اس کا کرم یہ نہیں کہ دوسرے سے عذاب ہی ٹال دے، اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا قانون یہی ہے وہ جاڑا پیدا کرتا ہے تو اس کے لئے آگ بھی پیدا کرتا ہے، اور تجھے چقماق کے طریقہ پر پتھروں سے آگ نکالنے کا طریقہ بھی بتاتا ہے کہ ان طریقوں سے فائدہ اٹھائے اور اپنے کو ٹھنڈک سے محفوظ رکھے، اور جیسے کہ لکڑی خریدنا اور اونی کپڑے حاصل کرنا، خدا کی ضرورت نہیں، انسان کی ضرورت ہے، اسی طرح طاعت و عبادت سے بھی خدا مستغنی ہے اور یہ تمہارا فریضہ ہے کہ اس کے وسیلہ سے نجات حاصل کرو جس نے اچھائی کی تو اپنے نفس کے لئے اور جس نے برائی کی اس کا بوجھ بھی اسی پر ہے اور اللہ جہان والوں سے بے پرواہ ہے۔ (احیاء العلوم بحوالہ تعمیر حیات نومبر 2003)

بقیہ صفحۂ اول .... اس وقف کے متعلق فاروق اعظمؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ وہ ایک کھجور کا باغ تھا جس کا نام ثمغ تھا، اسی کے متعلق نافع حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے حوالے سے کہتے ہیں اسلام میں یہ پہلا وقف تھا؛ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ صحابہ میں سب سے پہلا وقف یہی تھا اور یہیں سے عام مسلمانوں میں وقف کا سلسلہ شروع ہوا، کتب حدیث میں مختلف صحابہ کرام کے وقف کا تذکرہ آیا ہے جیسے حضرت انسؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت ابوطلحہؓ اور دوسرے صحابہ کرام۔ امام بخاریؒ نے کتاب الوصایا میں مختلف ابواب وقف سے متعلق قائم کر کے حدیثیں نقل کی ہیں۔ امام ترمذیؒ نے بھی لکھا ہے کہ وقف کے باب میں تمام ائمہ کا اتفاق ہے اور تمام علماء کا عمل بھی، متقدمین میں کہیں کسی کا اختلاف نظر نہیں آیا، وقف کی اہمیت کے سلسلے میں فقہاء لکھتے ہیں کہ زمین و جائداد بیچ کر اس کی قیمت صدقہ کرنے سے بہتر یہ ہے کہ اسے راہ خدا میں وقف کر دیا جائے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ "معاشی تعاون و امداد باہمی کی ہی جنس سے وقف بھی ہے، جس سے اہل جاہلیت ناآشنا تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان مصالح کی وجہ سے اسے نکال کر سامنے لائے جو دوسرے صدقات میں نہیں پائے جاتے تھے، کیونکہ انسان بسا اوقات بہت ساری دولت راہ خدا میں صرف کر ڈالتا ہے۔ مگر وہ باقی نہیں رہتی فنا کے گھاٹ اتر جاتی ہے، جس کے نتیجے میں فقراء و مساکین پھر دست نگر بن جاتے ہیں اور دوسرے فقراء و مساکین جو ان کے بعد آتے ہیں وہ بالکل محروم رہ جاتے ہیں۔ لہٰذا اس بات سے زیادہ بہتر اور زیادہ نفع بخش عامۃ الناس کے لئے اور کوئی صورت نہیں ہے کہ کوئی چیز فقراء و مساکین اور مسافروں پر وقف کر دی جائے تا کہ اس کے منافع ان پر خرچ ہوں اور اصل ذریعہ آمدنی جوں کی توں باقی اور محفوظ رہے" (حجۃ اللہ البالغہ)

عقلاً بھی غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وقف غرباء اور مستحق ضرورت مندوں کے لئے ایک ایسا ذریعہ آمدنی ہے جو ابد الآباد تک محفوظ رہنے والا ہے، کیونکہ یہ تو صرف اس کی پیداوار اور آمدنی سے ہی پرورش پاتے اور زندگی گزارتے ہیں، دوسرے صدقات اور عطیات کی طرح موقوف علیہ کو نہ اس موقوفہ شے کے بیچنے کا اختیار ہے، نہ رہن رکھنے کا، نہ میراث میں دینے لینے کا اور نہ باہم تقسیم کرنے اور ہبہ کرنے کا، کیونکہ **وقفی** جائداد میں بندوں کے لئے اس طرح کا کوئی اختیار باقی نہیں رکھا گیا ہے، نہ واقف کے لئے اور نہ منتظم و متولی کے لئے اور نہ حکومت اور اس کے مقرر کردہ افسر اعلیٰ کے لئے، بلکہ یہ ایک محفوظ ذریعہ آمدنی کی حیثیت رکھتا ہے، اگر کچھ اختیار ہے تو شرائط واقف کے مطابق اس کی آمدنی اور پیداوار کے سلسلہ میں، بلکہ حکومت کے ذمہ داروں کا فرض ہے کہ اگر اوقاف پر کوئی سخت وقت آجائے تو اس کی حفاظت کا اہل کے ذریعہ انتظام کریں۔

یہی وجہ ہے کہ وقف کی آخری جہت ایسی ہوتی ہے جو کبھی منقطع نہ ہو اور اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں فی الجملہ کار خیر کی شان پائی جائے خواہ کسی پر اور کسی کے لئے بھی وقف کیا گیا ہوں، اپنے لئے ہو، اولاد کے لئے ہو یا کسی مخصوص کام کے لئے، یا فقراء و مساکین کے لئے۔ اسی وجہ سے فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ جو چیز وقف کی جائے وہ حتمی اور قطعی ہو، معلق، موقت، مضاف نہ ہو اور نہ اس میں کوئی شرط ایسی ہو جس سے اس کی دوامی حیثیت مجروح ہوتی ہو کیونکہ پھر وہ وقف وقف نہیں ہوگا۔ یعنی وقف کے لئے وہی شرط ہے جو تمام کار خیر کی شرط ہے جیسے آزاد ہونا، مکلّف ہونا، اور اسی کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ وہ بذات خود کار ثواب ہو، معلوم و متعین ہو، مجہول نہ ہو، طے شدہ ہو، معلق نہ ہو، اسی طرح نہ کسی کی طرف مضاف ہو اور نہ موقت ہو اور نہ اس میں خیار شرط ہو اور نہ اس میں اس کے بیچنے اور اس کی قیمت کے اپنی ضرورت کے لئے صرف کی شرط ہو اگر اس طرح کی شرط کا ذکر ہوگا تو وقف باطل قرار پائے گا۔ اسی کے ساتھ اس **وقفی** زمین و جائداد میں کوئی ایسا جھگڑا ابھی باقی نہ رہنا چاہئے جو اس کی سلامتی کے لئے خطرہ کا باعث بن سکے۔ یعنی اس وقت تک وقف مکمل نہیں ہوتا ہے جب تک اس پر قبضہ نہ دلایا جائے اور اسے علیحدہ نہ کر دیا جائے اور اخیر میں ثواب کی ایسی جہت کی صراحت نہ ہو جو کبھی منقطع ہونے والی نہ ہو، امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ صرف اس قدر کہہ دینا کافی ہے کہ یہ فلاں کے لئے وقف ہے، لفظ وقف آجانے سے اس میں اس کی تمام شرطیں خود بخود سمٹ آئیں گی، دیگر الفاظ ہوں یا نہ ہوں، کیونکہ وقف کہتے ہیں اس کو جس میں دوام اور فی الجملہ کار خیر کی شان ہو عرف عام اس کا مفہوم مشہور و معروف ہے۔ (بہ شکریہ ماہنامہ دار السلام ۱۹۷۳ء)

Scanned with CamScanner

اسلامی تاریخ کے دو مختلف ادوار-ایک جائزہ

ڈاکٹر زبیر ظفر خان

اسلامی تاریخ کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں پر ہر زمانہ میں دو طرح کے دور گذرتے رہے ہیں، (۱) ایک وہ جس میں مسلمان دعوت کا کام کر رہے ہوتے ہیں، ان میں کوئی داعی اپنی ذمہ داری کو پورا کر رہا ہوتا ہے، یعنی غیر مسلموں میں اللہ کا پیغام پہنچا رہا ہوتا ہے، (۲) اور دوسرا وہ دور ہوتا ہے جب مسلمان اپنی یہ ذمہ داری بھول چکے ہوتے ہیں اور غیر مسلموں میں دعوت دینے کا ان کو خیال بھی نہیں آتا۔ جس دور میں مسلمان دعوت سے غافل ہوتے ہیں اور اپنے غیر مسلم بھائیوں کو دعوت نہیں دیتے تو اللہ ان کی ان کے دشمنوں کے خلاف مدد نہیں کرتا۔

اس دور میں مسلمان پریشان رہتے ہیں اور بڑے کرب سے گزر رہے ہوتے ہیں کیونکہ اللہ کی مدد ان کے پاس نہیں آتی اور دشمنوں کے خلاف اللہ ان کی مدد نہیں کرتا، حالانکہ مسلمان بڑی تعداد میں ہوتے ہیں اور ان کی بڑی بڑی حکومتیں قائم ہوتی ہیں، ان میں صلحاء، اتقیاء، دانشور، علم والے، سائنس داں، فلسفی، بڑے بڑے تعلیمی ادارے، مسجدیں، بڑی بڑی لائبریریاں ہوتی ہیں، اور بظاہر مسلمان بڑے خوش حال ہوتے ہیں لیکن زوال پذیر ہوتے ہیں اور دشمن آسانی سے ان کی شان وشوکت کو خاک میں ملا دیتا ہے، ان کے مال واسباب کو لوٹ لیا جاتا ہے، پورے پورے شہر نیست و نابود کر دیئے جاتے ہیں اور مسلمان رو رو کر اللہ کی مدد کو پکارتے ہیں، مسجدوں میں دعاؤں کی صدائیں اور یا اللہ مدد یا اللہ رحم کی صدائیں گونجتی ہیں لیکن اللہ کی مدد نہیں آتی، دشمن کو شکست ہونا یا اس پر عذاب آنا تو دور، ایک کانٹا بھی ان کو نہیں چبھتا، جیسے منگولوں نے جب 1258ء میں بغداد پر حملہ کیا تو یہ سب چیزیں موجود تھیں، مسجدیں تھیں، مدارس تھے، خانقاہیں تھیں، صلحاء، فضلاء اور اتقیاء تھے، لیکن ان میں کوئی داعی نہیں تھا چنانچہ اللہ کی مدد نہیں آئی اور بغداد کی آبادی کو قتل کر کے دریائے دجلہ میں ڈال دیا گیا، جس سے ہفتوں اس کا سرخ پانی بہتا رہا، اور بغداد کی لائبریریوں کی جن میں سب سے بڑی بیت الحکمت کی لائبریری تھی، جس میں صدیوں پرانی بیش قیمت کتابوں کا ذخیرہ تھا، ساری کتابوں کو دریائے دجلہ میں ڈال دیا گیا، جن کی سیاہی سے ہفتوں اس کا پانی سیاہ بہتا رہا، اسی طرح اسپین میں مسلمانوں نے تقریباً 850 سال تک حکومت کی لیکن جب دشمن نے ان پر حملہ کیا تو اللہ کی مدد نہیں آئی، مسلمانوں کی بستیوں کو لوٹ لیا گیا، ان کو یہ حکم دیا گیا کہ یا تو عیسائی ہو جائیں، یا ملک سے نکل جائیں ان کی لڑکیوں کو غیر مسلم لوگ ماں باپ کے سامنے سے ہاتھ پکڑ کر لے جاتے تھے اور ماں باپ روتے رہ جاتے تھے، اس زمانے کے ایک شاعر نے باقاعدہ اس کا ذکر اپنی شاعری میں کیا ہے لیکن اللہ کی مدد نہیں آئی، اسی طرح جب چنگیز خان نے سمرقند اور دیگر مسلم شہروں پر حملہ کیا تو لاکھوں مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، چنانچہ فارسی مؤرخ جوینی لکھتا ہے کہ جب چنگیز خاں نے ارگنج Urgenc شہر پر قبضہ کیا تو اس نے اپنے پچاس ہزار سپاہیوں کو حکم دیا کہ ہر سپاہی 42 مسلمانوں کو قتل کرے اس طرح بارہ لاکھ مسلمانوں کو قتل کیا گیا اور اس کے فوجی جنرل مسلمانوں کو قتل کرنے کے بعد ان کی کھوپڑیوں کے مینارے بناتے تھے، کیوں کہ جس کا مینارہ اونچا ہوتا تھا، اس کو زیادہ بڑا انعام ملتا تھا، تو ہر جنرل یہ چاہتا تھا کہ میں زیادہ مسلمانوں کو قتل کروں تا کہ میرا مینارہ اونچا ہو، اسی طرح جب منگول نیشاپور پہنچے تو چنگیز خاں کا داماد تو کچار Tokuchar شہر کے محاصرہ کے دوران لڑائی میں مارا گیا، تاہم تین دن کی لڑائی کے بعد نیشاپور نے ہتھیار ڈال دیئے، تو تو کچار کی بیوہ اور چنگیز خان کی بیٹی نے کہا کہ میں اپنے خاوند کے قتل کا انتقام لینا چاہتی ہوں کسی کو نہ بخشا جائے اور سب کو میری آنکھوں کے سامنے قتل کیا جائے، چنانچہ وہ ایک میدان میں بیٹھ گئی اور اس کی آنکھوں کے سامنے قتل و غارت کا بازار گرم کیا گیا اور پورے شہر کی آبادی کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، یہاں تک کہ کتے بلیوں تک کو نہیں بخشا گیا لیکن اللہ کی مدد نہیں آئی کیوں کہ ان میں ایک بھی داعی نہیں تھا، اس لئے چنگیز خاں کے اوپر دنیا میں کوئی پکڑ نہیں آئی۔

اگر آپ ان سب واقعات کی تاریخ پڑھیں تو کہیں نہیں دیکھیں گے کہ مسلمانوں کو دور دور تک اس بات کا خیال بھی تھا کہ ہماری ذمہ داری ان غیر مسلم بھائیوں کو جہنم سے بچانا ہے، ہمیں بچانے والا بنا کر بھیجا گیا ہے نہ کہ جہنم میں گرانے والا، اور ہمیں اللہ نے اسلام کا پیغام پہنچانے اور لوگوں کی خیر خواہی چاہنے والا بنا کر بھیجا ہے، اور ہم نبیوں کے نائب بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اس بات کا تذکرہ تو ملتا ہے کہ مسلمانوں کو یہ احساس تھا کہ ہم میں آپس میں اتحاد نہیں ہے، یا ہماری فوج کمزور ہے، یا ہمارے پاس ہتھیاروں کی کمی ہے لیکن دعوت کی طرف کسی کا دھیان نہیں تھا حالانکہ اگر ایک مسلمان بھی ان ظالم حکمرانوں کے پاس اللہ کا پیغام لے کر جاتا اور ہمدردی اور خیر خواہی سے ان کو دین کی دعوت دیتا اور اللہ سے ان کی ہدایت کی دعا کرتا اور وہ انکار کر دیتے تو اللہ کی مدد ضرور آتی لیکن ایک مسلمان بھی ایسا نہیں تھا جو ان ظالموں سے صرف ایک جملہ کہہ سکتا: قولو لا الہ الا اللّٰہ تفلحو کہ کلمہ پڑھ لو کامیاب ہو جاؤ گے، اور جا نہیں سکتے تھے تو کم سے کم خط کے ذریعہ دعوت دی جا سکتی تھی، جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے کے بادشاہوں کو دعوت دی لیکن ہم نے خط لکھنے کی زحمت بھی نہیں کی۔

اس کے برخلاف جس دور میں مسلمان اپنی دعوتی ذمہ داری پوری کر رہے ہوتے ہیں، یا کوئی داعی ان میں موجود ہوتا ہے اور دعوت دی جاتی ہے تو مسلمان چاہے کتنے ہی کمزور ہوتے ہوں، بلکہ پوری دنیا میں صرف ایک مسلمان ہوتا ہے اور وہ دعوت دینا شروع کرتا ہے تو اللہ کی مدد اس کے ساتھ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اسے بڑی سے بڑی دشمن طاقت کے خلاف کامیابی دیتے ہیں، اور باطل اسے کتنا بھی روکنے کی کوشش کرے باطل کی ایک نہیں چلتی، اللہ لوگوں کو ایمان سے نوازتا ہے اور اسلام پھیلتا ہے، مسلمانوں کی تعداد دن بہ دن بڑھنے لگتی ہے اور ایک دن اسلام غالب ہوتا ہے، جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں اکیلے دعوت کو لے کر کھڑے ہوئے، کوئی ساتھ دینے والا نہیں تھا لیکن دعوت کا کام کرتے رہے، دھیرے دھیرے اسلام پھیلنے لگا اور 23 سال میں پورا عرب اسلام کی آغوش میں آ گیا، اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے زمانے میں واحد مسلمان تھے اور نمرود کی طاقت کے خلاف اسلام کی دعوت لے کر اکیلے کھڑے ہوئے، اللہ نے ان کی ملت کو اتنا بڑھایا کہ آج بھی تینوں آسمانی مذاہب یہودیت، عیسائیت اور اسلام ان کو اپنا پیشوا مانتے ہیں۔ اسی طرح نوح علیہ السلام، ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام وغیرہ نے اپنی اپنی قوم میں دعوت کا کام کیا اور باوجودیکہ مسلمان اپنے دشمن کے مقابلہ میں نہ کے برابر تھے، اللہ نے ان کی مدد کی اور ان کے دشمنوں کو مغلوب کیا۔ اسی طرح حبیب نجار اور اصحاب الاخدود والے لڑکے کے واقعات بھی یہی بتاتے ہیں یہ تو نبی بھی نہیں تھے، لیکن اکیلے اپنی قوم کو دعوت دینا شروع کی، تو ایک قوم کو انکار کے جرم میں ہلاک کیا گیا اور اصحاب الاخدود کی پوری قوم کو ہدایت مل گئی۔

اور اگر لوگ دعوت کے بعد بھی مسلمانوں کو اپنے ظلم کا نشانہ بناتے ہیں اور انکار کرتے رہتے ہیں تو ان کے گنہ گار تو گنہ گار، عام لوگ بھی جو مسلمانوں پر بظاہر کوئی ظلم نہیں کر رہے ہوتے ہیں، وہ بھی نہیں بچتے، چنانچہ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب نوح علیہ السلام کی قوم پر اللہ نے عذاب بھیجا تو زمین سے پانی ابلا اور گلیوں میں پھیلا، تو ایک بچے کی ماں بچے پر دوڑی، اسے اپنے بچے سے بہت زیادہ محبت تھی، اور وہ اس کو لے کر پہاڑ کی طرف نکلی اور ایک تہائی بلندی تک پہنچ گئی، پھر جب پانی وہاں تک پہنچ گیا تو وہ بچے کو لے کر پہاڑ کی چوٹی پر چلی گئی، جب پانی اس کی گردن تک پہنچا تو اس نے اس بچے کو دونوں ہاتھوں کے ساتھ اوپر اٹھالیا، پھر وہ دونوں ڈبو دیئے گئے، اگر اللہ قوم نوح میں سے کسی پر رحم کرتا تو اُس بچے کی ماں پر رحم فرماتا۔ (مستدرک للحاکم) لیکن آج مسلمانوں کو خود ہی دعوت کی طاقت کا اندازہ نہیں ہے کہ اللہ نے مجھے دعوت کا کام دے کر کتنی طاقت عطا کر دی ہے بلکہ خود مسلمان یہ کہتا ہے کہ دعوت سے کیا ہوگا، خالی مسلمان بنانے سے کیا ہوگا، یا کلمہ پڑھوانے سے کیا ہوگا۔ لیکن ڈر اس بات سے لگتا ہے کہ اگر ہم نے اب بھی دعوت کا کام نہ کیا تو پھر ویسے ہی حالات پیش آ سکتے ہیں، جو دعوت نہ دینے والے مسلمانوں کے ساتھ پیش آتے رہے ہیں، جن میں سے کچھ کا ذکر اوپر کیا گیا، جیسے سقوط بغداد، منگولوں کے حملے، ہندوستان اور اسپین کی مسلم حکومتوں کے خاتمہ کے واقعات، اور ہم بھی اسی طرح اللہ کی مدد کی دہائی دے رہے ہوں گے، چیخیں مار مار کر اللہ مدد اللہ مدد پکار رہے ہوں گے، وظیفے پڑھ رہے ہوں گے، قنوت نازلہ پڑھ رہے ہوں گے لیکن اللہ کی مدد نہیں آئے گی، جب تک کہ ہم اللہ کے بندوں کو اللہ کا پیغام نہیں پہنچائیں گے، اور اگر ایک غریب مسلمان رکشہ والا، یا پھیری لگانے والا بھی دعوت کو لے کر کھڑا ہو جائے گا اور اللہ کے بندوں کو اللہ کے دین کا پیغام سنائے گا، تو بڑی سے بڑی حکومت یا فوج اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی، یا تو انہیں ایمان قبول کرنا پڑے گا، یا اللہ پہلی قوموں کی طرح انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دے گا، اللہ قرآن میں فرماتا ہے کہ ہم نے قوموں پر عذاب کیوں بھیجا: ''ان سے پہلے قوم نوح اور عاد اور میخوں والا فرعون، اور ثمود اور لوط کی قوم اور بن والے بھی جھٹلا چکے ہیں، یہی وہ لشکر ہیں، ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تھا پس میرا عذاب آموجود ہوا۔(14-12:38)(ارمغان جنوری 2020)

(بقیہ کتابوں کی دنیا)

سورج کی تپش شعلوں کے چھاؤں جیسی آئے گی بہار اب کے خزاؤں جیسی
جب سے ملا نشئہ نفرت کو فروغ ہر سانس ہے مسموم ہواؤں جیسی
ہاتھوں میں دبائے ہوئے خنجر دیکھو انسان نما شیطان کا لشکر دیکھو
طارق ہیں یہ انساں کے لہو کے پیاسے تم ان کے بگڑتے ہوئے تیور دیکھو

ان حالالت کو بدلنے کے لیے عزم وحوصلہ کی ضرورت ہے، ابتلاء، آزمائش کو برداشت کرنے اور تکلیف دہ حالات سے نبرد آزما ہونے کی ضرورت ہے، طارق کہتے ہیں۔

سورج کی تپش میں بھی پگھلنا سیکھو تپتی ہوئی راہوں پہ بھی چلنا سیکھو
رخ موڑ دو بکھرے ہوئے طوفانوں کا حالات کے تیور کو بدلنا سیکھو

طارق علامہ اقبال سے بہت متاثر ہیں، انہوں نے اقبال کے اس مصرعہ کو کہ ''زمانہ باتو نہ سیزدتو بازمانہ ستیز'' کو بہترین انداز میں اردو کا قالب پہنایا ہے، طارق اس کے قائل نہیں ہیں کہ ''چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی'' وہ طوفانوں کے رخ موڑنے کی تلقین بھی کرتے ہیں اور حالات کے تیور بدلنے کی نصیحت بھی، ان کا خیال ہے کہ حالات کو بدلنے کے لیے سورج کی تپش سے پگھلنا اور تپتی ہوئی راہوں پر چلنے سے بھی گریز نہیں کرنا چاہیے۔

رباعی کے لیے عموماً بحر ہزج کا استعمال ہوتا ہے زحافات کے ساتھ اس بحر کے چوبیس اوزان ہیں رباعی کے لئے کوئی موضوع متعین نہیں ہوتا، اس لیے موضوعات میں خاصہ تنوع پایا جاتا ہے، طارق نے شعوری یا غیر شعوری طور پر رباعی کے بحر کی رعایت کی ہے اور ردیف وقافیہ کے تارسیمیں پر بل نہیں آنے دیا ہے یہ ایک اچھی بات ہے، ان رباعیات میں کہیں بھی ضرورت شعری کی وجہ سے حک واضافہ سے کام نہیں لیا ہے اس سے طارق بن ثاقب کی قادر الکلامی کا پتہ چلتا ہے، میرے نزدیک ضرورت شعری کی وجہ سے الفاظ کا الٹ پھیر اور کم وبیش کرنا شاعر کے عجز کی دلیل ہوتی ہے، طارق بن ثاقب کے سامنے الفاظ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں اور وہ اپنے مطلب کے الفاظ ان میں سے چن لیتے ہیں۔

میں طارق بن ثاقب کو رباعیات کے اس مجموعہ کو منظر عام پر لانے کے لیے مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ صحت وعافیت کے ساتھ ادب کی مختلف اصناف میں وہ یوں ہی طبع آزمائی کرتے رہیں، آمین یـــــا رب العلمین وصلی اللہ علی النبی الکریم۔

Scanned with CamScanner

تاریخ اسلام کا ایک عظیم مجاہد-سلطان صلاح الدین ایوبی

ڈاکٹر سید احتشام احمد ندوی

جس طرح آج فلسطین کی پاک زمین اسرائیل کے ظلم وستم سے دوچار ہے اسی طرح اس سے قبل انہیں عیسائی مغربیوں کی فتنہ پردازی غیر معمولی جنگوں اور مسلسل جہاد کی ضربوں سے گذرنا پڑا تھا، تاریخ کے صفحات ان جنگوں کو صلیبی جنگوں کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ مغربی ملکوں کی اس سیاہ تاریخ میں ملت بیضاء کا ایک روشن ستارہ پوری آب وتاب کے ساتھ جلوہ سامان نظر آتا ہے، جس کو ہم ''سلطان صلاح الدین ایوبی'' کے نام سے یاد کرتے ہیں، اس مردمومن کو خدا نے شیر کا دل اور شاہین کا عزم عطا کیا تھا، جس کے سامنے یورپی ملکوں کی متحدہ کوششیں بھی ناکام ہوگئیں، عہد متوسط میں عیسائی مذہب میں اصل اہمیت پادریوں کو حاصل تھی، پاپائے روم امیروں اور بادشاہوں پر بادشاہی کرتا تھا، اور اس کے احکام تمام یورپ کے حکمرانوں کے لئے واجب العمل ہوتے تھے چنانچہ اس نے ۱۰۹۵ء میں چرچ کے ایک جلسہ میں مسلمانوں پر حملہ کا اعلان کردیا اس نے کہا کہ ان کے ہاتھ سے ملک وزمین واپس لینی ضروری ہے تاکہ بیت المقدس پر عیسائیوں کا قبضہ ہوسکے، اس اعلان کو سُن کر تمام شاہان یورپ جمع ہوگئے اور لشکر جرار تیار ہوا جس کی چار بادشاہ رہنمائی کررہے تھے۔ وہ دھاوا بولتے ہوئے آگے بڑھتے رہے حتی کہ شام میں داخل ہوگئے۔ اور عربوں میں چار حکومتیں قائم کیں یعنی رہا، انطاکیہ، طرابلس اور بیت المقدس، اس وقت عالم اسلامی کا ضمیر مردہ نہ ہوا تھا، عربوں میں ایک عظیم جوش وحمیت پیدا ہوگئی.....اور اس وقت عام مسلمانوں میں باہمی افتراق عام نہ تھا گو مصر میں فاطمیوں کی حکومت تھی، عباسیوں کی حکومت طوائف الملوکی کا شکار تھی ایک حکومت کے بجائے پچاسوں چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں صلیبی جنگوں نے امت کے ضمیر کو جھنجھوڑ دیا۔ اس وقت حکمراں طبقہ سے زیادہ عوام کے اندر دینی احساس اور غیرت تھی۔ اس وقت اتحاد کے جذبات دلوں میں موج زن ہوگئے اس عام تحریک نے دو عظیم رہنماؤں کو امت اسلامیہ کی قیادت کے لئے ابھارا ان میں ایک نورالدین زنگی تھے جو والی حلب ودمشق تھے اور اُس کے آس پاس کے علاقوں پر اُن کا قبضہ تھا، دوسرا عظیم قائد صلاح الدین ایوبی تھا جس نے عربوں میں وحدت وطاقت کا ایسا جادو بھرا کہ تاریخ متحیر رہ گئی، دشمن پر اُوس پڑگئی اور ملتِ بیضاء پھر عظمت وشوکت کا گہوارہ بن گئی، سلطان صلاح الدین ایوبی نے اتحاد واتفاق تیاری اور تجربہ کے بعد اس موضوع پر کافی غور کیا کہ وہ جنگ ایک محاذ پر لڑیں یا مختلف محاذوں پر، ایک ساتھ انہوں نے کافی غور وخوض کے بعد یہ طے کیا کہ وہ یوروپی حملہ آوروں کا مقابلہ ایک ہی محاذ پر جم کر کریں گے چنانچہ یہ جنگ شروع ہوئی اور یہ جنگ حطین کے نام سے معروف ہے۔ سلطان نے دشمنوں کو مقابلہ کے لئے طبریہ کے قریب بہ مقام حطین جمع کرلیا تمام یوروپی بادشاہوں نے اس محاذ پر شرکت کی۔ دونوں طرف سے عجیب جوش وخروش تھا، امیدیں اور آرزوئیں دلوں کو مضطرب کررہی تھیں، کثرت افواج اور کثرت آلات نے عجب سماں پیدا کردیا تھا عیسائیوں میں دو فرقے نہایت جانباز اور بہادر تھے ان کا نام دادیہ اور استباریہ تھا، وہ خود بھی جوش عیسائیت میں آگئے تھے، اور دوسروں کو بھی لڑنے پر آمادہ کرتے تھے۔

ادھر سلطان صلاح الدین نے مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کیا مسلمانوں کے اندر بھی قوت ایمان بھڑک اٹھی، جذبات میں طوفانی.....جوش پیدا ہوا اور دلوں میں شعلۂ جوالہ تھا جو ہاتھوں کے ذریعہ عیسائیوں کو فنا کے گھاٹ اتار رہا تھا اس موقع پر مسلمانوں نے ہمت وجوانمردی کے عجب عجب معجزے دکھائے حتی کہ دشمن کے قدم اکھڑ گئے ان کی صفوں میں ماتم ومایوسی کی فضا طاری ہوگئی، سارے حوصلے خاک میں مل گئے دوسروں کو قتل وغارت کرنے والے خود مقتول ومقید بن گئے۔ بڑے بڑے صاحب شوکت گرفتار کرلئے گئے حتیٰ کہ بادشاہ تک گرفتار ہوئے اس موقع کا بیان ایک صاحب نظر نے یوں کیا کہ:-''جو قیدیوں کو دیکھتا تو ان کی کثرت تعداد کے باعث سمجھتا کہ کوئی شخص قتل نہیں ہوا ہے اور جو مقتولوں کی لاشوں کو دیکھتا تو کہتا کہ شاید کوئی بھی زندہ نہیں بچا اور قید نہیں ہوا'' اس کیفیت کو جب سلطان صلاح الدین ایوبی نے دیکھا تو شکر وسرور سے رو پڑے اور اپنا سر مبارک اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز کردیا۔ والعاقبة للمتقین

چوں کہ حطین میں سلطان نے عیسائیوں کی مجموعی طاقت کو شکست دے دی تھی اس لئے اُن کا رعب صلیبیوں کے دلوں پر قائم ہوگیا کچھ ہی دنوں میں طبریہ کا قلعہ اُن کے ہاتھ آگیا پھر سلطان عسکا کی طرف بڑھے اور اس کو فتح کیا پھر یافا سے بیروت تک ساحلی علاقوں کو صلیبیوں کی نجاست سے پاک کیا پھر بیت المقدس پر حملہ کیا اور اس کا محاصرہ کرلیا سلطان نے صلح کا پیغام دیا اور اس کے بدلے میں اُن سے قابل زراعت زمین طلب کی جس کو انہوں نے تسلیم نہیں کیا، لہٰذا ان سے جنگ کی، سلطان نے پوری تیاری کی انہوں نے تلاش کیا کہ شہر کی فصیل سب سے زیادہ کمزور کہاں ہے، دیکھا تو یہودیوں کی عبادت گاہ کے قریب دیوار کمزور تھی، وہیں سلطان نے منجنیق نصب کروادی تیراندازوں کو متعین کردیا، جب عیسائیوں نے سمجھ لیا کہ ان کی شکست یقینی ہے تو انہوں نے صلح کی درخواست کی اس موقع پر سلطان نے صلح سے انکار کیا اور اعلان کیا کہ وہ قلعہ پر طاقت سے قابض ہوجائیں گے تاکہ اس طرح رعایا کے ساتھ سلوک کریں جو یوروپیوں نے اس وقت مسلمانوں کے ساتھ روا رکھا تھا، جب شہر میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے تھے۔ لیکن سلطان کی رحم دلی اور طبعی شرافت نے انتقام لینا پسند نہ کیا اور انہوں نے آخر میں اس شرط پر صلح قبول کرلی کہ جو شخص شہر سے باہر نکلنا چاہتا ہو وہ دس دینار ادا کرے مگر عورتوں سے صرف تین دینار لئے جائیں گے، بچوں سے صرف دو دینار، اکتوبر ۱۱۸۷ء میں یہ یوروپی شہری بیت المقدس سے نکلنے لگے اس وقت سلطان مع اپنے فاتح لشکر کے شہر میں داخل ہوا اور سارے غیر ملکی عیسائی (یورپی) وہاں سے بھاگ نکلے ہے۔ یہ شاندار فتح بڑی اہمیت کی حامل ہے، ۱۰۰ برس کے قریب ہم اس شہر پر قابض ومتصرف رہے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کی جرأت ایمانی اور ہمت مردانہ نے مسلمانوں کے دلوں میں عزائم کو بیدار کردیا اور نگاہوں کو تلوار بنادیا تھا جس کے باعث وہ سلطان کی قیادت میں تاریخ عالم کا رخ موڑنے اور عیسائیوں کو نامراد ورسوا کرکے بیت المقدس سے نکالنے میں کامیاب ہوگئے۔

آج صورت حال کچھ اس نوعیت کی ہے کہ دشمن متحد ہیں، یورپ اور امریکہ کے علاوہ خود روس بھی دل سے عربوں کا دوست نہیں ہے دوسرے الفاظ میں دنیا کی عظیم ترین فوجی طاقتیں یہودیوں کی پشت پناہی کررہی ہیں اُن کے مقابلہ میں عرب باہم اختلاف میں مبتلا ہیں ان کی جانب دل سے اور خلوص سے کوئی بھی نہیں، ایسی شکل میں اب معاملہ اور زیادہ پیچیدہ ہے عربوں کو پٹرول سے اب تک اربوں ملین ڈالر سے دولت حاصل ہوچکی ہے مگر ان کی دولت اسلحہ بنانے اور فوجی تیاری کے بجائے تعیّشات میں صرف ہورہی ہے اُن کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہیں، ان کے اندر دشمن سے جم کر مقابلہ کی سکت نہیں۔ سیکڑوں ملین ڈالر کی رقم وہ عظیم رقم ہے جتنے میں امریکہ نے آدمی کو چاند پر پہنچا دیا۔ عربوں نے اس دولت سے جو خدا نے ان کو عطا کی ہے کوئی کام نہیں لیا۔ انہیں اس کا اندازہ نہیں کہ اتنے طاقت ور دشمن کا مقابلہ خریدے ہوئے فوجی سامان اور اسلحہ سے ناممکن ہے بلکہ عربوں کو خود اسلحہ کے کارخانے قائم کرنے چاہئیں، بجائے دشمنوں کی منڈی آباد کرنے کے، عالم یہ ہے کہ عرب خود آپس میں ہی دست بہ گریباں ہیں، جو طاقت اسرائیل کے مقابلہ میں صرف ہونی چاہئے تھی وہ طاقت اپنوں کو گرانے میں صرف ہورہی ہے، افسوس یہ ہے کہ آج مسلمان جہاں بھی ہیں غیر متحد ہیں۔ اسلام کی محبت، خلوص اور خوف خدا کہیں بھی نہیں۔

آج سلطان صلاح الدین کی سیرت عربوں کو بلکہ تمام مسلمانوں کو عمل جہاد دے رہی ہے، صلیبی دور میں بھی چھوٹی چھوٹی مسلم حکومتیں تھیں، آج بھی عرب یورپ کی سازشوں سے چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں بانٹ دئے گئے ہیں تاکہ کبھی طاقتور نہ ہوسکیں جس طرح سلطان نے عربوں کی چمن بندی کی اور عظیم طاقت بن کر سامنے آئے اور تاریخ کا رخ بدل دیا آج بھی ملت اسلامیہ کو ایک صلاح الدین کی ضرورت ہے جو پھر بیت المقدس، صحرائے سینا اور غازہ پر اسلام کا جھنڈا نصب کرے۔

آج بھی گر ہو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستان پیدا

وہی چراغ جلاؤ تو روشنی ہوگی

مولانا ارشد کبیر خاقان مظاہری

جب ملک غلامی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا تو اس وقت آزاد کرانے کے لئے ہر مذہب کے لوگوں نے قربانیاں پیش کیں۔ آزادی کی روح پھونکنے کیلئے دیش کے ہر حلقہ سے علماء کرام جو سیکڑوں مدرسے چلا رہے تھے وہ آزادی کی تحریک کا مرکز تھے جن کی قربانیوں سے تاریخ کے صفحات بھرے پڑے ہیں۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن کی رہنمائی میں چل رہا دارالعلوم دیوبند تحریک آزادی کا سب سے بڑا اور مضبوط قلعہ تھا۔ اسی طرح ہر علاقہ کے علماؤں نے تحریک آزادی میں اجتماعی قوت کیساتھ شریک ہونے کیلئے ایک مذہبی محاذ قائم کیا، آزادی کا بگل بجانے کی وجہ سے انگریزوں نے 1861 میں تین لاکھ سے زائد قرآن مجید جلائے اس کے بعد علماء کو شہید کرنے کا عمل شروع ہوا، انگریز تاریخ دان ایڈورڈ ٹامسن نے لکھا ہے'' آزادی کی روح پھونکنے والے اسی ہزار سے زیادہ مولاناؤں کو 1864 سے 1867 تک پھانسی پر لٹکایا گیا دہلی کے چاندنی چوک سے خیبر تک ایسا کوئی پیڑ نہیں تھا جس پر کسی مولانا کی گردن نہ لٹکی ہوئی ہو۔ لاہور کی شاہی مسجد جس کے صحن میں انگریزوں نے پھانسی کا پھندا بنایا تھا اس پر ایک ایک دن میں 80-80 عالموں کو پھانسی دی جاتی تھی اور لاہور کے دریائے راوی میں 80-80 علماؤں کو بوریوں میں بند کرکے پھینک دیا جاتا اور ان پر گولیاں چلائی جاتیں، مولانا ابوالکلام آزاد نے لکھا ہے کہ ہندوستان کی آزادی کیلئے یہاں کے علماء نے جتنی سرفروشانہ جدوجہد کی ہے اس کی مثال نہیں ملتی یہ صرف ہندوستان کے مدرسوں کے علماء کو حاصل ہے کہ انہوں نے آگے بڑھ کر آزادی کی لڑائی کا آغاز کیا جسمیں شاہ عبد العزیز دہلوی، سید احمد شہید، مولانا حبیب اللہ لدھیانوی، مولانا عبدالباری فرنگی محلی، مولانا فضل حق خیرابادی، مفتی کفایت اللہ، شیخ الہند مولانا محمود الحسن، مولانا عبید اللہ سندھی، مولانا حسرت موہانی، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی جوہر، مولانا قاسم نانوتوی، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا جعفر تھانیسری، مولانا عزیز گل، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا منت اللہ رحمانی، ٹیپو سلطان شہید، جیسی ہستیاں شامل ہیں۔

ملک کے پہلے راشٹر پتی ڈاکٹر راجیند ر پرساد نے دارالعلوم دیوبند میں حاضری کے موقع پر شہیدان وطن علماء کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ'' آزادی کی لڑائی میں مدرسوں کے جو علماء میدان میں اترتے تھے وہ آزادی کی لڑائی کیلئے بڑی قوت ثابت ہوئے تھے، ہمیں اس تاریخی حقیقت کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے''

آج دنیا میں جتنے بڑے بڑے علماء، بزرگان دین اور روحانی پیشوا ہیں وہ انہیں مدرسوں کی دین ہیں جنہوں نے ہندوستان کے گیسوئے برہم کو ہزاروں سالوں تک سنوارا۔ ملک کی حفاظت کی اور آزادی کیلئے لاکھوں گردنوں نے پھانسی کے پھندے کو گلے لگایا، قید وبند کی تکلیف برداشت کیں اور ملک کی آزادی کیلئے مالٹا کے قیدخانوں جہاں سمندری ہوائیں چلتیں طوفان کے جھونکے خون کو خشک کردینے والی تکلیفیں کو وطن کی محبت میں گوارہ کیا، کیونکہ وہ ہندوستان کو انگیریزوں کے چنگل سے نکالنے کا تہیہ کر چکے تھے۔ چنانچہ 250 سال ہمارا ملک انگریزوں کی غلامی میں مقید اور یہاں کی عوام ظلم زیادتی کا شکار رہی اور خدا خدا کرکے 15 اگست 1947 میں استبدادی مظالم سے رہا ہوکر ملک آزاد ہوگیا، آزاد ملک میں لا اینڈ آرڈر (امن وامان) برقرار رکھنے کیلئے ایک مستحکم قانون کی ضرورت تھی اور آزادی کے بعد سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ ہمارے ملک میں وہ کون سا قانون ہو جس کو ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی اور سارے مذاہب کے لوگ مان کر ہندوستان میں ایک باعزت شہری بن کر جی سکیں۔ اسلئے اس ملک کے ہر مذہب کے ذی شعور لوگوں نے ملکر قانون بنانے کیلئے ایک کمیٹی بنائی جس کا صدر ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر کو بنایا گیا۔

ڈاکٹر بھیم راؤ رام جی امبیڈکر ایک بھارتی قانون داں، سیاسی رہنما، فلسفی انسان دوست آزاد بھارت کے پہلے وزیر قانون کی حیثیت سے وہ بھارتی دستور کے اہم مصنف تھے۔ وہ امریکہ، انگلینڈ اور جرمنی کی اعلیٰ ترین یونیورسٹیوں کے فارغ التحصیل تھے۔ آئین اور قوانین بنانے میں دو سال گیارہ مہینے اور اٹھارہ دن لگے، اس آئین کی ترتیب میں ہر قوم کے ذی شعور لوگوں کو شامل کیا گیا جسمیں حضرت مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا حسرت موہانی، مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی تقریباً 35 مسلم شامل تھے۔ 26 جنوری 1950 کو یہ قانون صبح 10 ربجے لاگو کردیا گیا اور 6 رمنٹ کے بعد منٹ پر ڈاکٹر راجیند ر پرساد کی حلف برداری ہوئی اور پہلے راشٹر پتی نے ایرون اسٹیڈیم میں دیش کا ترنگا پھرایا اور 10:30 منٹ پر 30 توپوں کی راشٹر پتی کو سلامی دی گئی۔ پوری دنیا میں ہمارا یہ ملک جمہوری ملک اور ہمارا آئین بھی بڑا آئین ہے، جمہوری ملک کا مطلب ہوتا ہے ملک میں حکومت عوام کی ہوتی ہے اور حکومت کرنے والے عوام کی مرضی کے مطابق حکومت کرتے ہیں، اسی لئے اس ملک میں رہنے والے ہر آدمی کو یہاں آزادانہ زندگی گذارنے اور اپنے مذہب پر عمل کرنے کی پوری آزادی دیتا ہے، ہمارا آئین کہتا ہے کہ یہاں ہندو مسلم، سکھ اور عیسائی سب برابر کے باعزت شہری ہیں، اسلئے ہمیں اپنے بزرگوں کی قربانیوں کو سامنے رکھ کر اپنے ملک کی عظمت اور حفاظت کا سبق دہرانا ہے۔ یہی ہمارے مذہب کا سبق اور اس کی رہنمائی ہے اور یہی مدرسوں کی تعلیم کا حاصل اور نچوڑ بھی۔

جسے فضول سمجھ کر بجھا دیا تم نے!
وہی چراغ جلاؤ تو روشنی ہوگی

Scanned with CamScanner

قرآن اور سائنس

عمر فاروق اعظمی ندوی

وہ علم کس کام کا جو خدا کی معرفت حاصل نہ کرا سکے۔ سائنس ایک ایسا علم ہے جس کے ذریعے خدائے ذوالجلال کی قدرت، اسکی صناعی کا باریکی سے ادراک کر کے اس کی معرفت اور اچھے طریقے سے حاصل ہو سکتی ہے اگر انسان تھوڑا سا غور وفکر سے کام لے۔
مجھے تو تعجب ہوتا ہے ان لوگوں پہ جو کہتے ہیں کہ کاروبار دنیا اپنے آپ خود بخود چل رہا ہے، کوئی چلانے والا نہیں ہے، کیونکہ بقول انہی کے یہ عالم ایک زبردست دھماکے سے وجود میں آیا ہے جو دھماکہ خود بخود پیش آیا تھا، افسوس ہوتا ہے اور ہنسی بھی آتی ہے ان کی عقلوں پر کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز پر اپنی عقل کھپاتے ہیں مگر اتنے بڑے نظام پر کبھی غور نہیں کرتے کہ کوئی بھی چیز خود بخود کیسے ہوتی ہے۔
کیا وہ لوگ اپنے اردگرد کی چیزوں کو نہیں دیکھتے؟ کیا جو موبائل، لیپ ٹاپ ہم استعمال کرتے ہیں اپنے آپ سے چلتا ہے، یہاں تک کہ ریموٹ سے جو اشیاء کنٹرول ہوتی ہیں وہ بھی مشین کی محتاج ہوتی ہیں، کیا جو کھانا ہم کھاتے ہیں خود بخود پک جاتا ہے، خود بخود ہمارے پیٹ میں پہنچ جاتا ہے، جو لباس ہم پہنتے ہیں خود بخود تیار ہو کر ہمارے گھر اور ہمارے بدن پر سج جاتا ہے، دنیا کی ہر بنائی گئی چیز کو کنٹرول کیا جاتا ہے یہ ہم مانتے ہیں اور ہماری عقل اس کی تصدیق کرتی ہے مگر خدا کے معاملے میں عقل گھاس چرنے چلی جاتی ہے، کہتے ہیں کہ خدا نظر نہیں آتا تو کیسے مانیں، میں کہتا ہوں پھر اینٹینز کو کیسے مان لیتے ہو فضا میں پھیلی وہ لہر جس پر پورے سیٹلائٹ سسٹم کا دارومدار ہوتا ہے۔
سائنس کا علم کوئی ایسا انوکھا علم نہیں ہے کہ انسان اس پر خدا کے مقابلے میں فخر کرے یا برتری کا اظہار کرے چہ جائیکہ خدا کا انکار ہی کر بیٹھے، یہ علم بھی دیگر نعمتوں کی طرح خداوند قدوس کی طرف سے بندوں کو عطا کیا گیا ہے، کیا اس احکم الحاکمین نے نہیں کہا کہ پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، یہ بالکل عام حکم ہے، اب اگر کوئی اسے خاص کر لے تو ہم اسے بے وقوفی تصور کریں گے، چنانچہ اپنی ذات کو پڑھو اور اس کے سسٹم پر غور کرو، دوسری مخلوقات کو پڑھو، اللہ نے خود دعوت دی کہ آؤ دیکھو غور کرو اونٹ کی تخلیق پر، آسماں پہ غور کرو کہ کتنی کہکشائیں اس میں گھوم رہی ہیں، پہاڑوں کی مضبوطی پہ غور کرو، زمین کی بساط پہ غور کرو، اس کائنات کی نیرنگیوں کو دیکھو کہ ان سب کا خالق کتنی قدرت والا ہے، مروجہ سائنس کا علم اٹھارویں صدی کے اخیر میں متعارف ہوا، جس کے انکشافات پر ہم خوش ہیں، مثلا آج سائنس کہہ رہی ہے کہ یہ کائنات بے انتہا وسیع ہے اور دن بدن پھیل رہی ہے، اس میں لاتعداد کہکشائیں تیر رہی ہیں ابھی تک 100 فیصد میں سے محض 3 فیصد معلوم ہوسکا ہے باقی 97 فیصد تاریکی میں ہے اور اسی تین فیصد میں کچھ سیارے ہمارے علم میں ہیں جس پر ہم سائنس دانوں کا شکر ادا کرتے ہیں اور اس خدا کا انکار کر بیٹھتے ہیں جس نے آج سے چودہ سو سال پہلے ہی قرآن کریم میں کہہ دیا تھا "والسماء بنيناها بأيد و إنا لموسعون" (الذاریات:47) آسمان کو ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے اور ہم اسے پھیلا رہے ہیں، سائنس نے آج آسمان کی وسعت کا انکشاف کیا ہے اور میرے اللہ نے صدیوں پہلے خبر دے دی تھی اور کچھ دہریے کہہ رہے ہیں کہ ہم سائنس کے شکر گذار ہیں۔
بلاشبہ اللہ تبارک وتعالی نے ہر دور کے لئے قرآن کریم کو راہ ہدایت کے لئے ذریعہ بنایا ہے، یہ معجزہ ہے جو ہر دور میں ہوئے انکشافات پر منطبق ہو جاتا ہے بس ضرورت ہے غور وفکر کی، تدبر کی، جب کبھی سائنس دان کوئی انکشاف کرتا ہے جس پر اہل دنیا فخر کرتے ہیں تو پیچھے اللہ کی کتاب کھڑی مسکرا رہی ہوتی ہے، اللہ کی نشانیوں کو، اس کی تخلیق کو باریکی سے سمجھنے کیلئے سائنس کا علم بہت بڑا ذریعہ ہے، دونوں میں تعارض بالکل بھی نہیں ہے۔
مثلا آج سائنس داں کہتے ہیں کہ زمین کے نیچے بھڑکتی ہوئی آگ ہے، مگر اس کا اثر زمین پہ نہیں پڑتا، چونکہ اس آگ اور سطح زمین کے درمیان ایک پردہ حائل ہے جو اس بھڑکتی ہوئی آگ کے اثر میں رکاوٹ بن رہا ہے، یہ الگ بات ہے کہ وہ پردہ رفتہ رفتہ کمزور پڑتا جا رہا ہے، جب وہ حائل شدہ پردہ ختم ہو جائے گا تو یہ زمین انگارہ بن جائے گی، سمندر کھولتے ہوئے لاوے کی شکل اختیار کر جائیں گے، اس حیرت انگیز انکشاف پر دنیا ششدر رہ گئی اور سائنس پر اعتماد مستحکم ہو گیا، میں کہہ رہا ہوں کہ یہ کوئی حیرت وتعجب کی بات نہیں ہے سائنس نے اس بات کو آج کہا ہے مگر اللہ نے صدیوں پہلے ہمیں باخبر کیا تھا" وإذا البحار فجرت، (الانفطار:3) وإذا البحار سجرت "(التکویر:6) اور یاد کرو اس وقت کو جب سمندر کھولا دیئے جائیں گے۔
درحقیقت اسی آیت کو سامنے رکھ کر تحقیق کی گئی کہ آخر کیوں ایسی بات کہی گئی اور جب یہ بات سامنے آئی کہ واقعی زمین کے نیچے بھڑکتی ہوئی آگ ہے تو پھر قرآن پاک کی آیت کو پرے رکھ کر اس بات کا دنیا والوں پر انکشاف کیا گیا۔ اور آج مذہب بیزار کہتے ہیں کہ قرآن کے ساتھ موجودہ زمانے کے مطابق نہیں چل سکتے۔ ہاں تو بات یہ چل رہی تھی کہ سائنس کے علم اور قرآن میں کوئی تعارض نہیں ہے، بلکہ کائنات میں پھیلی ہوئی خدا کی جو قدرت ہے اس کے اسرار ورموز جاننے کا ذریعہ ہے جس کی وجہ سے اللہ رب العزت کی طاقت وقوت، اس کی کبریائی کا اندازہ کیا جا سکے، انسانی دنیا کی آسائش وآرام کے لئے سائنس نے جو ایجادات کی ہیں بظاہر وہ اس کی مرہون منت ہیں، مگر درحقیقت اس میں خالق کون ومکاں کی ہی کاریگری ہے۔
مثلا پہلے لوگ بڑی صعوبتوں اور کٹھنائیوں سے سفر کرتے تھے یا تو پیدل چلتے یا جانوروں کی سواریوں کا سہارا لیتے جسمیں جان کا خطرہ اور وقت بھی بہت لگتا تھا، پھر ایک وقت آیا کہ سائیکل کی ایجاد ہوئی، رفتہ رفتہ موٹر سائیکل، کار، بس، ٹرین، ہوائی جہاز کی ایجاد ہو گئی جس کے ذریعے آسانی سے پرلطف سفر کیا جانے لگا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس چیز کا علم قرآن میں کہاں ہے؟ کیا یہ سائنس کا احسان نہیں ہے کہ اس نے اس مشکل کا اتنا زبردست حل نکال دیا؟ جب یہ قرآن ہر زمانے کے لئے ہے اور ہر چیز کو واضح کرنے والا ہے تو پھر ان سب چیزوں کا ذکر کہاں ہے؟ یہ سوال ہے سائنس سے متاثر، خدا کے منکر، مذہب سے بیزار شخص کا۔
بلاشبہ قرآن ہر چیز کو نام کے ساتھ بیان نہیں کرتا ہے، بلکہ اصول بتاتا ہے اور اسی میں غور وتدبر کرنے والے کے لئے راستہ مل جاتا ہے، آپ ایک بات سمجھ لیں کہ قرآن ہر زمانے کے لوگوں کو مخاطب کرتا ہے، اس کے اولین مخاطب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب، آپ کے دور کے لوگ تھے وہ سواری کیلئے گھوڑے، گدھے، خچر کا استعمال کرتے تھے اسی کی طرف اللہ نے اشارہ کیا" وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ "(النحل:8) اللہ نے گھوڑے، خچر، گدھے پیدا کئے تا کہ تم اس پر سواری کرو اور زیب وزینت کیلئے، اور (سواری وزینت کیلئے) وہ چیزیں پیدا کرے گا جسے تم نہیں جانتے۔
یہ سب ساتویں صدی عیسوی کے لوگوں کے لئے اللہ نے بنائے ہیں لیکن یاد رکھئے کہ اللہ سواری کیلئے کار، موٹر سائیکل، ٹرین، طیارے بھی پیدا کریں گے ويخلق ما لا تعلمون، (النحل:8) اور یہی خطاب آج ہم سے بھی ہے اکیسویں صدی کے لوگوں سے کہ تمہاری سواری کیلئے یہ سب ذرائع ہم نے بنائے ہیں، آگے اور بھی ذرائع پیدا کریں گے جن کو تمہارے بعد آنے والی نسلیں جانیں گی۔ بلاشبہ یہ قرآن کریم تبيان لكل شيء (النحل:89) ہے۔ اور اللہ سب سے زیادہ طاقتور اور جاننے والا ہے۔
واقعہ یہ ہیکہ ہم نے قرآن کو صرف عقائد ومسائل کی دلیل تک محدود کر دیا ہے، ہم نے جدید تقاضوں پر کبھی اسے منطبق کرنے کی کوشش ہی نہیں کی، تفسیر کے درس کو وعد وعید، قصہ بیانی تک سمیٹ کر رکھ دیا ورنہ غیروں نے جدید تقاضوں کے تئیں اس سے بہت کچھ حاصل کیا ہے، مجھے ایک واقعہ یاد آرہا ہے عرصہ ہوا کہیں پڑھا تھا کسی اہل علم کا ایک انگریز دوست تھا، اس سے ملاقات ہوئی تو کہنے لگا کہ چلو آج تمہیں کچھ دکھاتے ہیں، چنانچہ وہ انہیں لے کر چلا اور پھر سنسان جگہ شاید پہاڑی علاقہ یا جنگلات کا علاقہ تھا اور پھر وہاں گہرائی کی طرف جانے لگے تو کچھ دیر بعد زیر زمین ایک الگ دنیا میں پہنچ گئے جہاں انہوں نے دیکھا کہ بے شمار جوان قرآن اور احادیث پڑھنے لکھنے میں مصروف ہیں، ایک ایک آیت پر ایک ایک لفظ پر تحقیق ہو رہی ہے اور یہ سب یہود ونصاریٰ کے بچے تھے۔ اب میں آپ کو دونوں میں واضح فرق بتاتا ہوں، ہم نے سورہ فیل پڑھا اور سمجھا اور خدائے ذوالجلال کی طاقت کا یقین پیدا ہوا اور دشمنان خدا کے پھسپھسے پن کا اندازہ ہوا، ہم نے یہ سمجھا کہ اللہ جب اپنی قدرت کا مظاہرہ کرنا چاہے تو چھوٹی سے چھوٹی چیز سے بھاری بھرکم کام لے لیتا ہے۔ اور غیروں نے سورہ فیل پر غور کیا اور ابابیلوں کی چونچ میں دبے کنکروں کے پھینکنے پر غور کیا اور سوچتے سوچتے اس نتیجہ پر پہنچے کہ ابابیلوں نے فضا سے کنکر بھاری بھرکم ہاتھیوں پر پھینکے تو نتیجہ کیا ہوا مطلب فضائی طاقت زمینی طاقت کے مقابلے میں زیادہ موثر ہوتی ہے، چنانچہ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ امریکا روس اسرائیل کی فضائی طاقت زمینی طاقت کے مقابلے میں بے حد مضبوط ہے۔

بقیہ: دینی مسائل

وقد ظهر في البلاد الهندية جماعة تسمىٰ المهدوية ولهم رياضات عملية و كشوفات سفلية وجهالات ظاهرية من جملتها أنهم يعتقدون أن المهدي الموعود هو شيخهم الذي ظهر ومات ودفن في بعض بلاد خراسان، وليس يظهر غيره مهدي في الوجود ومن ضلالاتهم أنهم يعتقدون أن من لم يكن على هذه العقيدة فهو كافر وقد جمع شيخنا العارف بالله الولي الشيخ علي المتقي رحمه الله تعالىٰ رسالة جامعة في علامات المهدي منتخبة من رسائل السيوطي رحمه الله واستفتىٰ من علماء عصره الموجودين في مكة من المذاهب الأربعة وقد أفتوا بوجوب قتلهم على من يقدر من ولاة الأمر عليهم. (مرقاة المفاتيح: ۵/۱۸۳)

(۲) بلاشبہ یہ ایمان کو سلب کرنے والا خطرناک فتنہ ہے، اس سے محفوظ رہنے اور ایمان کو بچانے کے لیے ایمان وعقائد کی بنیادی چیزوں کو خود بھی سیکھنا ہوگا اور اپنی اولاد کو بھی سکھانا ہوگا، ایمان کی عظمت واہمیت اور حقیقت کو بھی اپنے دلوں میں راسخ کرنا ہوگا، نیز قرآن وحدیث اور صحابہ کرام واولیاء اللہ کے راستے پر چلنا ہوگا اور فرقہ باطلہ سے اپنے آپ کو دور رکھنا ہوگا، اگر کسی شرعی ودینی حکم کے بارے میں شبہ یا کسی قسم کا خلجان ہو تو اس کے سلسلے میں معتبر ومستند مفتیان کرام وعلمائے عظام سے رابطہ کر کے دور کیجئے، اللہ تعالیٰ ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(مفتی) محمد سعید الرحمان قاسمی

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۱۴۴۵/۱۱۴۸/۶۵ھ
(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ مدرسہ اسلامیہ محمود العلوم دملہ، کمول، مدھوبنی)
نکہت پروین بنت حبیب الرحمٰن مقام ویوسٹ نارائن پور بلاک جنک پور روڈ ضلع سیتامڑھی
پتہ مراسلت: مقام گڑھیا پوسٹ رتھوس بلاک بسفی ضلع مدھوبنی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق اول
بنام
احمد حسین ولد عابد حسین مقام مرلیا پوسٹ وبلاک باجپٹی ضلع سیتامڑھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول "نکہت پروین بنت حبیب الرحمٰن" نے آپ فریق دوم "احمد حسین ولد عابد حسین" کے خلاف دارالقضا امارت شرعیہ "مدرسہ اسلامیہ محمود العلوم دملہ" مدھوبنی میں تقریبا ڈیڑھ سال سے غائب مفقود الخبر ہونے اور جملہ حقوق بشمول نان ونفقہ وحق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعوی دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع دارالقضا کو دیں۔ اور آئندہ تاریخ سماعت ۔۱۴ر شوال المکرم ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۴ر اپریل ۲۰۲۴ء روز "بدھ" کو آپ خود مع شواہد وثبوت بوقت ۹/ بجے دن دارالقضا "دملہ" میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کر دیا جائے گا۔ فقط

Scanned with CamScanner

طب وصحت

دیسی مرغی اور انڈوں کے فوائد

اکثر لوگ مرغی کا گوشت پسند کرتے ہیں۔ مرغی سے بنے مزیدار کھانوں سے لطف اٹھانے کے ساتھ ان سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لیے ضروری ہے کہ فارمی مرغی کے بجائے دیسی مرغی استعمال کی جائے۔

دیسی مرغی کے فوائد: تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ دیسی مرغی کے فوائد بے شمار ہیں۔ کچھ فوائد یہاں درج کیے جا رہے ہیں۔

گوشت کی اعلیٰ قسم: دیسی مرغی کا گوشت عام فارمی مرغی کے گوشت سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دیسی مرغی قدرتی خوراک سے نشونما پاتی ہے۔ جس سے انھیں زیادہ پروٹین اور منرلز حاصل ہوتے ہیں۔

زیادہ اچھا ذائقہ: دیسی مرغی کا ذائقہ عام مرغی سے کہیں زیادہ اچھا ہوتا ہے۔ دیسی انداز سے پالی گئی مرغی کا گوشت زیادہ دیر تک پکانا پڑتا ہے۔ اس کا ذائقہ بہت عمدہ ہوتا ہے اور کھانے والا فارمی مرغی کے گوشت پر دیسی مرغی کو ترجیح دیتا ہے۔

چکنائی کی کمی: دیسی مرغی کھلی فضا میں پرورش پاتی ہے۔ وہ آزادانہ ادھر ادھر گھوم کر خوراک حاصل کرتی ہے۔ اس لیے دیسی مرغی فارمی مرغی کے مقابلے میں کم چکنی ہوتی ہے۔ ماہرین کے مطابق اسے کم تیل میں پکایا جائے۔ اس طرح کم چکنائی والا یہ گوشت زیادہ پروٹین فراہم کرتا ہے۔

ٹوکسن کی کمی: فارم میں بنائی جانے والی مرغی میں اکثر ہارمونز، اینٹی بائیوٹک اور کیڑے ماردواؤں کے اثرات بھی موجود ہوتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں صحت کے لیے مضر ہیں۔ ان مرغیوں کو دی جانے والی غذا کی تیاری میں کیڑے مار دوا اور دوسرے کیمیکلز کا استعمال کیا جاتا ہے۔ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ بعض کیڑے مار دوائیں کینسر، جلد کی سوزش، ڈپریشن اور ہارمونز کو غیر متوازن بنانے کا باعث بنتی ہیں۔ کیونکہ دیسی مرغی کو یہ غذائیں نہیں دی جاتیں اس لیے ان میں کسی طرح کے بھی مضر اثرات نہیں پائے جاتے۔

ذہنی دباؤ سے پاک: پنجرے میں بند فارمی مرغیوں کا گوشت انسان میں ذہنی دباؤ اور الجھن کی کیفیات پیدا کرنے کا باعث بن سکتا ہے جو بڑھ کر بیماری کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اس کے برعکس کھلی فضا میں آزادانہ گھومنے والی مرغی کے گوشت کو استعمال کرنے سے اس طرح کی ذہنی پریشانی کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔

دیسی مرغی کے استعمال سے درج ذیل فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

قوت مدافعت بڑھتی ہے۔ نظام ہضم بہتر ہوتا ہے۔ پروٹین استعمال کرنے کی صلاحیت بڑھتی ہے۔ پیٹ کے السر، ٹی بی، شوگر، انفیکشن والی بیماریوں اور کینسر کے علاج میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ اس کی یخنی سردی، نزلہ، زکام اور فلو کے لیے نہایت مفید ہے اور فوری آرام کا باعث بنتی ہے۔ ہڈیوں کو مضبوط بناتی ہے۔

دیسی انڈوں کے دسیوں فوائد

انڈے دودھ کے بعد دوسری مکمل غذا مانی جاتی ہے۔ انڈے دو اقسام کے ہوتے ہیں دیسی اور فارمی انڈے ان دونوں میں فرق صرف مرغیوں کی جنس کا ہے سفید پروں والی مرغی سفید رنگ کا انڈا دیتی ہے جب کے اسی طرح دیسی یا گہرے رنگ جیسے سیاہ یا بھورے رنگ کی مرغیاں اسی طرح کے براؤن انڈے دیتی ہیں۔

۱: دیسی انڈوں میں کولیسٹرول HDL پایا جاتا ہیاور اس کولیسٹرول کا استعمال دل کی بیماری اور دیگر کئی امراض کا خدشہ کافی کم کر دیتا ہے۔

۲: ان انڈوں میں فارمی انڈوں کے مقابلے میں قدرے زیادہ Lutein پایا جاتا ہے یہ اجزا آنکھوں کے لئے دوا کی حیثیت رکھتا ہے۔

۳: اس میں اومیگا کی وافر مقدار موجود ہوتی ہے جو چھوٹے بچوں کی بہترین نشوونما کرتی ہے اور انھیں کمزوری سے محفوظ بناتی ہے۔

۴: یہ پروٹین، آئرن، وٹامن بی ۲۱، اور فاسفورس حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔

۵: دیسی انڈے سے آپ ۶ رگرام پروٹین حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ کی جلد، پٹھوں، غدود اور جسم کے دوسرے حصوں کو صحت مند رکھنے کے لیے پروٹین کی ضرورت ہوتی ہے۔

۶: یہ آنکھوں، جلد، بالوں اور ناخنوں کو صحت بخشتا ہے

۷: پروٹین میں موجود امائنو ایسڈ سے سیلز کی نشونما میں مدد ملتی ہے۔

۸: یہ آئرن ریڈ سیلز بنا کر خون میں آکسیجن کی مقدار کو بڑھا کر انیمیاء سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔

۹: یہ وٹامن بی، رائبوفلیون اور بی ۔۲۱ ڈی این اے اور ریڈ سیلز بنانے کے علاوہ میٹابولزم کے عمل کو بہتر بناتا ہے۔

۱۰: دیسی انڈہ فاسفورس ہڈیوں اور دانتوں کو مضبوط بناتا ہے۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیری ندوی

تمام ملی تنظیمیں اور مسلمان مسلم پرسنل لاء بورڈ کے ساتھ۔ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

وقف ایکٹ 1995 میں جو مجوزہ ترمیمات ہیں تمام ملی تنظیمیں اور ہندوستانی مسلمان اس کے خلاف ہیں بہت ساری سیاسی پارٹیوں نے بھی مسلمانوں کے موقف کی تائید کی ہے، ہندوستان کا مسلمان چاہے وہ کسی مسلک سے تعلق رکھتا ہو آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی مضبوط قیادت کے ساتھ ہے اور ان کی ہدایت کا منتظر ہے کہ وہ کوئی حکم دیں اور اسے بروے کار لانے کے لیے عوام سامنے آئے، ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ بہار اڈیشہ جھارکھنڈ کے نائب ناظم اور آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے رکن نے کی، وہ جامع مسجد مٹھن پورہ مظفر پور میں جمعہ سے قبل مسلمانوں کے بڑے اجتماع سے خطاب فرما رہے تھے، انہوں نے کہا کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ مسلمانوں کی متحدہ تنظیم ہے اور اس کی آواز تمام مسلمانوں کی آواز ہے، تمام ملی تنظیموں اور اکثر و بیشتر سیاسی پارٹیوں نے وقف ایکٹ کی مجوزہ ترمیمات کو کالعدم کرنے اور بل کو واپس لینے کی تجویز حکومت کے سامنے رکھی ہے، امید ہے کہ مشترکہ پارلیمانی کمیٹی کسی نتیجہ پر پہنچنے سے قبل ملی قائدین سے تبادلہ خیال کریگی آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی تجویز پر امارت شرعیہ اور ملی تنظیم کے نمائندے کی مشترکہ ملاقات بہار کے وزیر اعلی، مرکزی حکومت کے وزیر چراغ پاسوان اور حزب مخالف کے لیڈر تیجسوی یادو سے ہو چکی ہے دیگر ریاستوں میں بھی جے پی سی کے ارکان اور مختلف پارٹیوں کے ذمے داران سے ملاقات کا سلسلہ جاری ہے اور امید بر آنے کی توقع ہے، مفتی صاحب نے فرمایا کہ سروے کا کام شروع ہو چکا ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنی زمین اور مکانوں کے ساتھ اوقاف کی زمینوں کا بھی سروے کرائیں اور وقف کی حیثیت سے اس کے اندراج کو سروے میں یقینی بنائیں اگر مسلمانوں نے اس طرف توجہ نہیں دی تو بڑی تعداد میں اوقاف ان کے ہاتھوں سے نکل جائینگے اور سروے کنندگان بہار سرکار قرار دے کر اوقاف کی زمینوں میں خرد برد کر دینگے جیسا کہ ماضی میں بہت سارے قبرستان کو بہار سرکار کر دیا گیا اور مصرف میں قبرستان کے بجائے کبیر استھان لکھ دیا گیا، کبھی کبھی ملت پر ایسا وقت آتا ہے جس میں ہر آدمی کو حساس ہونے کی ضرورت ہوتی ہے مسلمانوں کو یہ بات خوب یاد رکھنی چاہئے کہ اگر اس وقت یہ چوک گئے تو مسلمانوں کو اس کی سزا صدیوں بھگتنی پڑے گی اور مسلمان لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی کے مصداق ہو جائینگے مفتی صاحب کی دعا پر مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

مرکزی حکومت نے 156 دواؤں پر لگائی پابندی

مرکزی حکومت نے ایک نوٹیفکیشن جاری کر کے 156 دواؤں پر پابندی عائد کر دی ہے۔ ان دواؤں میں بخار، سردی، الرجی اور درد کے لیے استعمال کی جانے والی اینٹی بیکٹیریل دواؤں سمیت وسیع پیمانے پر فروخت کی جانے والی 156 'فکسڈ ڈوز کامبنیشن' (ایف ڈی سی) دوائیں شامل ہیں۔ وزارت مالیات کا کہنا ہے کہ ان دواؤں کے کھانے سے انسانوں کی صحت پر منفی اثر پڑ سکتا ہے۔ اس فہرست میں میفے نیمک ایسڈ پیراسیٹامول انجکشن، سیٹیریزن ایچ سی ایل پیراسیٹامول فینلفائن ایچ سی ایل، لیووسیٹریزن فنائلفرائن ایچ سی ایل پیراسیٹامول، پیراسیٹامول کلورو فینیر امائن میلیٹ، فنائل پروپینو لامائن اور کیملوفن ڈائی ہائیڈروکلورائیڈ 25 ملی گرام پیراسیٹامول 300 ملی گرام بھی شامل ہیں۔ یہ بھی مقبول دوائیں ہیں جس کا استعمال بڑے پیمانے پر کیا جاتا ہے۔ پابندی عائد کی گئی دواؤں میں وہ دوائیں بھی شامل ہیں جن کا استعمال بالوں کی افزائش، جلد کی دیکھ بھال، بخار اور درد سے راحت کے لیے کیا جاتا ہے۔ ان دواؤں کو ملٹی وٹامن اور اینٹی ایلرجک کی شکل میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ غور کرنے والی بات یہ ہے کہ جن دواؤں پر پابندی عائد کی گئی ہے، ان میں سے کئی دواؤں کی مینوفیکچرنگ کمپنیوں نے پہلے ہی بند کر دی ہے۔ پیراسیٹامول، ٹرامادول، ٹارِن اور کیفین کے کامبنیشن پر بھی حکومت نے پابندی عائد کی ہے اور حکومت کا کہنا ہے کہ لوگ ان دواؤں کی جگہ دوسری متبادل دوائیں استعمال کریں۔

ریاستوں کو ہر 2 گھنٹے بعد لا اینڈ آرڈر کی رپورٹ دینا ہوگی

کولکاتہ میں ٹرینی ڈاکٹر کی عصمت دری اور قتل کے واقعہ پر پورے ملک میں غم وغصہ ہے۔ مختلف ریاستوں کے ڈاکٹرز احتجاج کر رہے ہیں۔ دیگر ریاستوں میں بھی عصمت دری کے اس طرح کے واقعات سامنے آنے کے بعد امن وامان اور خواتین کی حفاظت پر سوال اٹھ رہے ہیں۔ اس سب کے درمیان مرکزی وزیر داخلہ امت شاہ نے بڑا فیصلہ لیا ہے۔ فیصلے کے تحت مرکزی وزارت داخلہ نے ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے پولیس محکموں کو ہر دو گھنٹے بعد امن وامان کی صورتحال پر رپورٹ بھیجنے کی ہدایت کی ہے۔ وزارت داخلہ نے یہ فیصلہ ریاستوں میں بڑھتے جرائم کو دیکھتے ہوئے کیا ہے۔ اس سلسلے میں حکم کی کاپی تمام ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو بھیج دی گئی ہے۔

69 ہزار اساتذہ بھرتی کی میرٹ لسٹ منسوخ

69 ہزار اساتذہ کی بھرتی معاملے میں الہ آباد ہائی کورٹ نے ایک انتہائی اہم فیصلہ سنایا ہے۔ الہ آباد ہائی کورٹ کی لکھنو بنچ نے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے اس بھرتی کی پوری میرٹ لسٹ کو ہی رد کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی عدالت نے کہا ہے کہ تین مہینے کے اندر نئی میرٹ لسٹ جاری کی جائے۔ عدالت کا یہ حکم یوپی حکومت کے لیے زوردار جھٹکا ہے۔ نئی لسٹ بننے سے گزشتہ 4 سال سے خدمات دے رہے ہزاروں اساتذہ باہر ہو جائیں گے۔ جسٹس اے آر مسعودی اور جسٹس برج راج سنگھ کی دورکنی بنچ نے آج پورے سلیکشن لسٹ کو رد کرتے ہوئے سنگل بنچ کے حکم کو منسوخ کر دیا۔ بیسک ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ کی طرف سے 69 ہزار اسسٹنٹ ٹیچر بھرتی امتحان کا نتیجہ یکم جون 2020 کو جاری کیا گیا تھا۔ ریزلٹ میں جنرل کیٹگری کے لیے کٹ آف 67.11 فیصد اور او بی سی کے لیے کٹ آف 66.73 فیصد تھا۔ ٹیچر بھرتی کے عمل سے متعلق یہ الزام عائد کیا گیا تھا کہ 19 ہزار عہدوں پر ریزرویشن کے اصولوں پر پوری طرح عمل نہیں کیا گیا تھا۔ الزام عائد کیا گیا تھا کہ دیگر پسماندہ طبقہ کو 27 فیصد کی جگہ محض 3.86 فیصد کا ریزرویشن دیا گیا تھا۔

کانگریس نے دہلی میں شروع کی آئین بچاؤ مہم

کانگریس نے دہلی میں آئین بچاؤ مہم شروع کی ہے، جو دہلی کے ہر اسمبلی حلقے میں 100 دن تک جاری رہے گی اور پھر 26 نومبر کو تال کٹورا اسٹیڈیم میں اس مہم کا اختتام تقریب کے ساتھ کیا جائے گا، کانگریس کے ایس سی ڈپارٹمنٹ نے دہلی میں آئین کی حفاظت کی مناسبت سے تقریب کا انعقاد کیا، کانگریس کے خزانچی اجے ماکن نے جو پروگرام کی صدارت کر رہے تھے، کہا کہ کانگریس پارٹی 100 دنوں میں ملک بھر میں آئین بچاؤ مہم چلائے گی، ملک بھر میں 3 لاکھ آئین کے محافظ بنائے گئے ہیں، دہلی کے 70 اسمبلی حلقوں میں آئین کے محافظ بنائے جائیں گے، انہوں نے کہا کہ کانگریس نے انتخابی ریاستوں ہریانہ، جھارکھنڈ اور مہاراشٹر میں بھی آئین کے محافظوں کی تقرری شروع کر دی ہے۔

Volume:64/74,Issue:33 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Rizwan Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT-14 13-5-24-26
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/1961

دور تھا انقلاب آتے تھے
آج کل انقلاب بکتے ہیں
(حبیب جالب)

بلڈوزر کارروائی عدالتی نظام کے لیے خطرناک

عبیداللہ ناصر

ہندوستان میں انصاف کا ایک غیر منصفانہ نظام نافذ کر دیا گیا ہے جسے بلڈوزر جسٹس کہا جاتا ہے۔ یہ نظام انگریزوں کے ذریعہ لائے گئے 'رولٹ ایکٹ' جیسا ہے جس کے بارے میں ہمارے مجاہدین آزادی نے کہا تھا کہ 'نہ وکیل نہ اپیل نہ دلیل' بس سیدھے سزا سنادی جاتی تھی۔ یہ نظام ابھی صرف بی جے پی کی حکومت والی ریاستوں میں نافذ ہوا ہے اوراس کا نشانہ فی الحال صرف مسلمان ہی ہیں، جس کا تازہ ترین شکار مدھیہ پردیش کانگریس کمیٹی کے ایک سینئر لیڈر حاجی شہزاد احمد کا عالیشان مکان اوران کی گاڑیاں ہوئی ہیں۔ وجہ صرف یہ ہے کہ چھترپور میں گستاخ رسولؐ کے خلاف ایک احتجاج میں تھانہ کا گھیراؤ کیا گیا تھا۔ پولیس کا الزام ہے کہ تھانہ پر پتھراؤ ہوا تھا۔ جس نے پتھراؤ کیا وہ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی نہیں پکڑا گیا، بس چونکہ احتجاج کی قیادت حاجی شہزاد کر رہے تھے اس لئے ان کا گھر منہدم اور قیمتی کاروں کو چکنا چور کر دیا گیا۔

اس سے چند دنوں قبل مدھیہ پردیش کے ہی اجین شہر میں اسکول کے دو بچوں میں لڑائی ہوئی ہے جس میں اقلیتی طبقہ سے تعلق رکھنے والے ٹیمپو ڈرائیور کے بچے نے اکثریتی طبقہ سے تعلق رکھنے والے بچے کو چاقو ماردیا جس کی کچھ دیر بعد موت ہوگئی۔ اس کے فوراً بعد اس اقلیتی طبقہ سے تعلق رکھنے والے بچے کے مکان پر بلڈوزر چلوادیا گیا۔ اس ٹیمپو ڈرائیور نے کس طرح جان توڑ محنت کر کے اپنے بچوں کے لئے ایک چھت تعمیر کی ہوگی سمجھا جاسکتا ہے۔ اسے اس جرم کی سزادی گئی جو اس نے کیا ہی نہیں تھا۔ ایسی لاتعداد مثالیں ہیں جہاں ایسے بلڈوزر انصاف کے ذریعہ اقلیتی طبقہ سے تعلق رکھنے والے کو ناکردہ گناہ کی سزادی گئی۔ بھیڑ میں اس طرح گھس کر پتھراؤ کرنے والے کون ہوتے ہیں، یہ سبھی جانتے ہیں اسی لئے آج تک کبھی اصل گنہگار نہیں پکڑا جاتا۔ چند دیگر معاملات میں اصل گنہگار ضرور پکڑے گئے۔ لکھنؤ میں 5 سال پہلے شہریت ترمیمی قانون کو لے کر زبردست احتجاجی مظاہرہ ہوا تھا جس میں سبھی طبقہ کے لوگوں نے شرکت کی تھی شام تک یہ مظاہرہ پورے طور سے پرامن رہا لیکن اچانک بیگم حضرت پارک کے پاس یکجا بھیڑ سے پتھراؤ شروع ہوگیا وہاں موجود سماجی کارکن اور کانگریس کی لیڈر صدف جعفر نے ایک پولیس والے سے کہا بھی دیکھو یہ لوگ پتھراؤ کر رہے ہیں انہیں پکڑو مگر پولیس نے ان بدمعاشوں کو پکڑنے کے بجائے صدف جعفر کو ہی گرفتار کرلیا اوران پر انسانیت سوز مظالم کئے۔ اسی طرح الٰہ آباد میں ایک مظاہرہ کے دوران بھیڑ میں سے کسی نے ایک پتھر اچھال دیا اور سزا کے طور پر جاوید خان کا شاندار مکان زمین بوس کر دیا گیا۔ گذشتہ دنوں ایک اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی کہ ایودھیا میں معید خان کے بزنس کمپلیکس کو بلڈوزر سے منہدم کردیا گیا ان پر ایک نابالغ بچی کی ابروریزی کا الزام ہے۔ بلڈوزر انصاف کا یہ سلسلہ اتر پردیش کے وزیراعلی یوگی آدتیہ ناتھ نے شروع کیا تھا، جس کا انہیں سیاسی فائدہ ملا تو بی جے پی کے دوسرے وزرائے اعلی نے بھی یہ روش اختیار کرلی۔ ترکیب بہت آسان ہے اور سیاسی فائدہ زبردست کسی بھی ہجوم میں اپنے ہی کارکنوں کو گول ٹوپی اور کرتا پائجامہ پہنا کر شامل کردو وہ جیب میں دو چار پتھر چھپا کر رکھ لے اور موقعہ پاتے ہی اچھال دے اس کے بعد پھر پولیس انتظامیہ اور ترقیاتی اتھارٹی سب کسی مسلم لیڈر سماجی کارکن کی زندگی بھر کی کمائی مٹی میں ملادیگی۔

اس ملک میں ایک سپریم کورٹ ہے اس میں ایک چیف جسٹس اور درجنوں فاضل جج صاحبان ہیں اسی طرح ہر ریاست میں ہائی کورٹ ہیں ان میں بھی ایک چیف جسٹس اور درجنوں جج ہوتے ہیں پھر ہر ضلع میں عدالتیں ہیں جن میں ضلع جج سمیت کئی جج ہوتے ہیں ان سب کے علاوہ سپریم کورٹ سے لے کر ضلع کچہری تک لاکھوں وکلاء ہیں ان سب کا فرض منصبی عوام کو ظالم سے بچا کر انہیں انصاف دینا ان کے انسانی اور آئینی حقوق کا تحفظ کرنا ہے تاکہ کوئی شہزور یہاں تک کہ حکومت بھی کسی کمزور کو پریشان نہ کر سکے اس پر ظلم نہ کر سکے اس کے انسانی اور آئینی حقوق پامال نہ کر سکے اور ملک میں نراج کی سی کی کیفیت نہ پیدا ہونے پائے۔ مہذب سماج میں یہ ایک آئیڈیل صورت حال ہے لیکن عام طور سے یہ مقصد پورے طور پر تو پورا نہیں ہو پاتا پھر بھی کافی حد تک عدالتوں نے انصاف کے تقاضے پورے کئے ہیں اور اپنا فرض منصبی اور آئینی ذمہ داری پوری کی ہے۔

حالانکہ ہندو پاک میں کمزوروں کو عدالتوں سے انصاف اور تحفظ ملنے کا تناسب یوروپی ملکوں کے مقابلہ یادہ حوصلہ افزا نہیں کہا جاسکتا لیکن بہت برا بھی نہیں اس لئے عوام کو عدلیہ پر بھروسہ برقرار تھا۔ ہندوستان میں بھی عدلیہ اس معاملہ میں کم وبیش نیک نام ہی رہی تھی لیکن گزشتہ دس برسوں میں جب سے اس ملک میں مودی راج کا دور شروع ہوا ہے تب سے زیادہ تر لوگ پہلے ہی اس کے فیصلے کی پیش گوئی کر دیتے ہیں۔ اس سلسلہ میں سپریم کورٹ کے کئی فیصلوں کے حوالے دیئے جاسکتے ہیں جن میں سرفہرست ہے بابری مسجد مقدمہ کا فیصلہ مقدمہ ہے جس میں سپریم کورٹ نے نام نہاد رام مندر توڑ کر بابری مسجد تعمیر کرنے کے سبھی دعوے خارج کردئے اس نے تسلیم کیا کہ رام مندر توڑ کر بابری مسجد نہیں بنوائی گئی تھی نہ ہی موجودہ بابری مسجد کے نیچے کسی مندر یا پوجا گھر کے کوئی باقیات ملے ہیں 1949ء میں بابری مسجد کے اندر مورتی رکھنا اور 1992ء میں اسے منہدم کردینا غیر قانونی تھا ان سب کے باوجود متنازعہ زمین رام مندر کی تعمیر کے لئے دے دی گئی ایسے درجنوں مقدمہ ہیں جن میں سپریم کورٹ نے حکومت کے حق میں ایسے فیصلہ دیئے جو کھلے عام انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتے تھے۔ یاد کیجئے الیکشن کمیشن کی تشکیل کے لئے سپریم کورٹ کی ہدایت کو مودی سرکار نے کس طرح پارلیمنٹ میں اپنی اکثریت کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے تبدیل کر کے اس فیصلہ کے اصل مقصد کو ہی ختم کردیا تھا۔ سپریم کورٹ نے حکم دیا تھا کہ الیکشن کمشنروں کے انتخاب کے پینل میں وزیراعظم اپوزیشن کا لیڈر اور چیف جسٹس شامل ہونگے مودی جی نے اسے بدل کر چیف جسٹس کی جگہ کسی مرکزی وزیر کو شامل کرنے کا قانون بنادیا تاکہ اپنی مرضی کا الیکشن کمشنر مقرر کرسکیں اور انہوں نے یہی کیا بھی اس کے خلاف جب معاملہ عدالت گیا تو سپریم کورٹ اپنے ہی فیصلے کی لاج نہیں بچاسکا اور سماعت کے لئے تاریخ پر تاریخ دینے کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اپنی برادری کے جج لویا کی مشکوک موت کو بھی سپریم کورٹ نے ہی دری کے نیچے دبادیا کیونکہ اس میں کچھ بڑے لوگوں کی گردن پھنس رہی تھی۔

یہ بلڈوزر انصاف نہ صرف مہذب سماج کے منہ پر طمانچہ ہے بلکہ ملک کے عدالتی نظام کے لئے بھی چیلنج ہے مگر افسوس ہے کہ سپریم کورٹ اور سبھی ہائی کورٹ اس کو خاموش منظوری دئے ہوئے ہیں۔ جمیعت علماء ہند نے اس ظالمانہ طریقہ کے خلاف سپریم کورٹ میں مفاد عامہ کی اپیل دائر کی تھی مگر آج تک اس کے خلاف سپریم کورٹ نے کوئی واضح رخ نہیں اختیار کیا ہے میری یادداشت کے مطابق سپریم کورٹ نے کہا کہ وہ ترقیاتی اتھارٹیوں کے اختیار کم نہیں کرسکتا یعنی انہدامی کارروائی جاری رہ سکتی ہے لیکن کیا سپریم کورٹ یہ نہیں دکھ رہا ہے کہ یا زیادہ تر معاملات میں صرف ایک مخصوص طبقہ ہی اس انہدامی کارروائی کا شکار کیوں ہے کیوں کسی انہونی کے بعد ترقیاتی اتھارٹی کو پتہ چلتا ہے کہ خاص شخص کا مکان ہی ناجائز طریقہ سے بنا ہے مثال کے طور پر اجین والے معاملہ میں کہا گیا کہ اس ٹیمپو ڈرائیور کا مکان جنگلات کی زمین پر بنا تھا اور چوبیس گھنٹے میں وہ کاغذات پیش نہیں کرسکا کیا اس محلّہ میں صرف وہی مکان جنگلات کی زمین پر بنا تھا کیا کوئی ثبوت صرف چوبیس گھنٹہ کی نوٹس پر مانگا جاسکتا ہے اوراس کے بعد بنا کوئی مزید موقعہ دئے مکان پر بلڈوزر چلا دینا چاہئے۔ ہر مقدمہ میں ملزم کو اپنی صفائی پیش کرنے کا موقعہ دیا جاتا ہے پھر ترقیاتی اتھارٹیاں کیا عدالتوں سے بھی اوپر ہوگئیں کہ وہ ملزم کو صفائی اور ثبوت پیش کرنے کی مہلت نہیں دیتیں اور اس سے بھی بڑی بات جب کوئی ناجائز تعمیر ہورہی ہوتی ہے تو اتھارٹی کے افسران کہاں سو رہے ہوتے ہیں، تب تو رشوت لے کر وہ تعمیر ہونے دیتے ہیں۔ کیا عدالتوں کو ایسے معاملات میں ترقیاتی اتھارٹیوں کے افسروں کی سرزنش نہیں کرنی چاہئے؟ کیا ان سے ایسی ناجائز تعمیرات کے لئے جواب طلب نہیں کرنا چاہئے، لیکن یہ سب وہاں ہوتا ہے جہاں قانون اور انصاف کا راج ہوتا ہے، جب قانون اور انصاف مذہب ذات زبان اور علاقہ کا مرہون منت ہوجائے تو سب دلیلیں پس پشت چلی جاتی ہیں۔ لیکن ایک بات حکومت اور عدلیہ کو سمجھ لینی چاہئے جب انصاف کے سب دروازے بند ہوجائیں ہر طرف سے مایوسی ہوجائے تو پھر تنگ آمد بجنگ آمد کا دور شروع ہوتا ہے جو بہت ہی خطرناک صورت حال پیدا کرسکتا ہے۔

ضرورت ہے کہ ایک اور مفاد عامہ کی اپیل دائر کر کے انہدامی کارروائیوں کے لیے رہنما اصول وضع کرائے جائیں، جس میں کوئی بھی انہدام نوٹس دینے کے بعد مناسب وقت دے کر صفائی اور ثبوت طلب کئے جائیں اور ملزم کے قانونی حقوق کا تحفظ کیا جائے نیز ان افسروں سے بھی باز پرس ہو کہ ناجائز تعمیر بروقت کیوں نہیں روکی گئی۔ یہ رولٹ ایکٹ جیسا ظالمانہ طریقہ کسی نہ کسی طرح روکنا ضروری ہے ورنہ کب کس کا گھر کھنڈر بن جائے گا جائے گا نہیں کہا جاسکتا۔ درندوں کو انسانی خون کی عادت لگ جانے پر وہ بہت خطرناک ہو جاتے ہیں۔ (ہمارا سماج 24/اگست 2024)

THE NAQUEEB
UPI ID : 6201750233naqueeb@sbi
BHIM UPI

☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر یا دیئے گئے کیو آر کوڈ اسکین کر کے آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کردیئے گئے موبائل نمبر پر خبر کردیں، رابطہ اور واٹس ایپ نمبر 9576507798 (محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب)
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

WEEK ENDING-02/09/2024, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com

نقیب | قیمت فی شمارہ -/8 روپے | ششماہی -/250 روپے | سالانہ -/400 روپے

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421 9304022690

Scanned with CamScanner